اسلامی عبادات

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ

مرتب

محمد ارمغان بدایونی ندوی

سید احمد شہید اکیڈمی
دارعرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

پہلا ایڈیشن
ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق جنوری ۲۰۱۶ء

نام کتاب	:	اسلامی عبادات
مؤلف	:	مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ
مرتب	:	محمد ارمغان بدایونی ندوی
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
صفحات	:	۱۲۰
قیمت	:	Rs. 50

باہتمام : محمد نفیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی
☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ
☆ مکتبۃ الشباب، ندوہ روڈ لکھنؤ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی
دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

عرض مرتب ۹

طہارت

طہارت کا مقصد ۱۲
نظافت ۱۳
تزکیہ ۱۵
ایمان کی مثال ۱۶
مومن کا مصداق ۱۷
دخول ایمان کی شرط ۱۹
نظافت کا فقدان ۲۰
نماز کی روح ۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

اکل حلال ۲۳
احکامات وضو وتیمم ۲۵
خلاصہ ۲۷

نماز

رضائے الٰہی ۲۹
نماز کا فائدہ ۳۱
نماز کے درجات ۳۱
عقلی نماز کی ضرورت ۳۴
دل کی نماز ۳۶
خدائی نظام ۳۷

نماز گناہوں کا تریاق

..... ۳۹

باجماعت نماز کی فضیلت

..... ۴۱

ترک جماعت کا نقصان

..... ۴۴

www.abulhasanalinadwi.org

نوافل کا فائدہ

۴۶
نماز کی اہمیت ۴۸

زکاۃ

زکاۃ کا مقصد ۵۲
مال کی پاکی ۵۴
زکاۃ کا مستحق کون؟ ۵۵
فوائد زکاۃ ۵۷
رفع درجات کے طریقے ۵۸
خیر کے کاموں میں خرچ ۶۰
مومن کی شان ۶۲
برکات کا راز ۶۲
پریشانیوں کا علاج ۶۴
خلاصہ ۶۶

روزہ

بقامت کہتر بقیمت بہتر ۷۰

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ کی حکمت ۷۱
تقویٰ کے درجات وفوائد ۷۳

رمضان کے روزوں کی فرضیت

..... ۷۵

رمضان کی برکت

..... ۷۷
حضرت رائے پوریؒ کا حال ۷۹

روزہ کی جزا

..... ۸۰

روزہ دار کون؟

..... ۸۳

حج

صدائے ابراہیمی ۸۷
بیت اللہ کی نسبت ۸۸
عاشقی کا منظر ۸۹

www.abulhasanalinadwi.org

کعبہ کی برکت ۹۰
غلط امور کی ممانعت ۹۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی ۹۲
زمزم ایک معجزہ ۹۴
اصل محبت کا مستحق ۹۵
شرک کی سنگینی ۹۷
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۹۸

حج کی فرضیت

۱۰۱ .....

عمرہ کی فضیلت

۱۰۳ .....
نظر براہیمی ہو ۱۰۴

حج کا تحفہ

تلبیہ کا مقصد ۱۰۷
آخری بات ۱۰۸

www.abulhasanalinadwi.org

دعاء

حکمت الٰہی ۱۱۲
اخلاص والی دعا ۱۱۳
قبولیت دعا کے شرائط ۱۱۴
حضرت مولاناؒ کی والدہ ماجدہ ۱۱۶
قبولیت دعا کے اوقات ۱۱۶
نقطہ نظر ۱۱۷
قبولیت دعا کی مثال ۱۱۸
ادعیہ ماثورہ کا اہتمام ۱۱۹

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

نماز، زکاۃ، روزہ اور حج اسلام کے بنیادی ارکان ہیں، قرآن وحدیث میں ان کے احکامات ومسائل، اسرار ورموز کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، پیش نظر رسالہ میں بھی اسلام کے انہیں ارکان کے متعلق گفتگو کی گئی ہے، نیز ان کی اہمیت، فوائد اور حکمتوں سے روشناس کرایا گیا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرصہ سے معمول تھا کہ آپ علامہ عبدالحی حسنی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق کتاب "تهذيب الأخلاق" کی روشنی میں، مسجد دائرہ شاہ علم اللہ میں درس دیتے تھے، یہ رسالہ انہی دروس میں سے عبادات سے متعلق ابواب کا مجموعہ ہے، عبادات میں سب سے پہلے نماز کا ذکر ہے، چونکہ نماز کے لیے پاکی شرط ہے، اس لیے اولاً طہارت کا بیان ہے، اس کے بعد نماز، زکاۃ، روزہ اور حج کا، حدیث شریف میں دعا کو عبادت کا مغز

www.abulhasanalinadwi.org

قرار دیا گیا ہے، اس لیے ان ابواب کے بعد مختصر ادعا سے متعلق بھی چند اہم باتوں کو بیان کیا گیا ہے، بلاشبہ ان موضوعات سے متعلق کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، مگر اس رسالہ میں جس سلیس اسلوب کے ساتھ اسلام کے ان بنیادی ارکان کو بیان کیا گیا ہے، اس اعتبار سے یہ رسالہ بھی ان شاء اللہ قارئین کے لیے ایک ''عجالہ نافعہ'' ہوگا۔

راقم کے لیے سعادت مندی اور شکر کا مقام ہے کہ اس مبارک کام کے لیے اس کا انتخاب ہوا، اسی کے ساتھ راقم مخدوم ومکرم مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ کا شکر گذار ہے کہ انہیں کی ہدایات وتوجہات سے یہ کام آسان ہوا، اللہ تعالیٰ مولانا کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اس کتاب کو صاحب کتاب اور اس میں شریک ہونے والے تمام معاونین کے لیے صدقہ جاریہ فرمائے۔ آمین.

محمد ارمغان بدایونی ندوی

مرکز الامام أبی الحسن الندوی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طہارت

ہر وہ شخص جس کے اندر طبیعت کی سلامتی موجود ہے اور اس کی فطرت بھی صحیح ہے وہ پاکی کو پسند کرتا ہے، ایسے ہی ہر مذہب جو صحیح اصولوں اور انبیاء کے عطا کردہ راستہ پر قائم ہے اس کے یہاں طہارت و پاکی کا اور گندگی سے اپنے آپ کو دور رکھنے کا خاص اہتمام ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے پاکی کو انسان کی فطرت میں رکھا ہے، اسی لیے عمومی طور پر اپنے اپنے ذوق کے اعتبار سے لوگ پاکی کا اہتمام کرتے ہیں، مائیں اپنے بچوں کو دھلاتی ہیں یہ بھی پاکی اور صاف کرنے کا ایک نظام ہے اور بستروں کو دھویا جاتا ہے، یہاں تک کہ خود اپنے کو دھویا جاتا ہے یہ سب پاکی کے ہی مناظر ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنے کو ٹھیک رکھنے اور صاف رکھنے کا مادہ رکھا ہے، اور چونکہ اسلام نہایت کامل و مکمل دین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کامل طور پر باقی رکھا ہے اس لیے اس نے طہارت

www.abulhasanalinadwi.org

کا بہت زیادہ اہتمام کیا ہے، اتنا دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں پایا جاتا، لیکن اسلام نے طہارت کی درجہ بندی بھی کی ہے، نمبر ایک پر ابتدائی درجہ کی چیز نظافت ہے اس کا بھی اسلام نے پورا اہتمام کیا ہے، اور نظافت میں وہ ساری چیزیں ہیں جس کو گھروں کی صفائی، آنگن کی صفائی، کمروں کی صفائی سے ہم لوگ تعبیر کرتے ہیں، اسی طرح مسجدیں میلی ہو جاتی ہیں ان کو جھاڑا جاتا ہے، ان پر رنگ کرایا جاتا ہے، یہ سب چیزیں نظافت سے تعلق رکھتی ہیں اور اسی طرح جسم انسانی میں بھی نظافت کا اہتمام کروایا گیا ہے جس کو فطرت سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ناخون کاٹے جائیں، داڑھی، مونچھیں، بال اور آنکھوں کو بھی صحیح رکھا جائے، اور تیل کا بھی استعمال کیا جائے، اس کے علاوہ جسم کو دھویا جائے وغیرہ وغیرہ، یہ ساری چیزیں ابتدائی درجہ میں شامل ہیں، جن کو ہر آدمی اپنے اپنے انداز سے کرتا ہے، اور جو شخص ایسا نہیں کرتا ہے، اس کو اس کے گھر والے برا سمجھتے ہیں، اسی لیے اس کو فطرت میں بھی شامل کیا گیا ہے۔

طہارت کا مقصد

اسلام کے اندر اس کے بعد دوسرا درجہ طہارت کا ہے، اور طہارت کے لیے اسلام کا کہنا ہے کہ اعضاء اور جسم کو خاص انداز سے دھویا جائے

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس دھونے کو گویا کہ اسلام کی ایک علامت بھی بنا دیا گیا ہے، یعنی وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کو کرنا مسلمان ہونے کی علامت ہے، اور اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے تصور و تخیل میں اچھی طرح پاک صاف ہو جائے، اور اللہ کے نزدیک بھی پاک ہو جائے، کیونکہ تخیل کے تصور کا انسان کے اوپر غیر معمولی اثر پڑتا ہے، اور اسی لیے اس میں نیت کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ وضو اور غسل نیت کر کے کرنا چاہیے، اس لیے کہ جب نیت کے ساتھ کیا جائے گا تو اس کا بھرپور فائدہ حاصل ہوگا، اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ انسان جب اعضاء دھوتا ہے تو اس کے گناہ پانی کے ساتھ گرتے ہیں، اور یوں بھی جب انسان نیت کے ساتھ وضو کرتا ہے تو اس کا پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی مکمل اوپری صفائی بھی ہو جاتی ہے، دوسرے اس کے ہاتھ سے جو گناہ ہوئے ہوتے ہیں وہ بھی جھڑ جاتے ہیں، معلوم ہوا گویا کہ اسلام نے دو تصور دیئے ہیں، ایک ظاہری صفائی اور ایک باطنی صفائی، ظاہری صفائی تو ہاتھ کا دھو لینا ہے اور باطنی صفائی وہ ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو سر کے اندر خرابی آجاتی ہے لہٰذا جب چہرہ دھلتا ہے تو انسان کے سر کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

نظافت

اسی طرح پورے جسم کا معاملہ ہے کیونکہ آدمی نہ جانے کیسے کیسے

www.abulhasanalinadwi.org

گناہوں میں مبتلا رہتا ہے جن کی وجہ سے گندگی پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ گندگی کا نام ہے، جس کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے کہ غسل کی حاجت بڑا حدث لاحق ہونے پر پڑتی ہے جس کی وجہ سے آدمی کو نہانا پڑ جاتا ہے اور اگر کوئی صرف استنجاء وغیرہ کرے یا صرف ریاح کا خروج ہو جائے تو وضو کافی ہوتا ہے، ایسے ہی بعض دفعہ ایسا گناہ ہو جاتا ہے جس سے ایمان ٹوٹ جاتا ہے جیسے یہاں وضو اور غسل ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی بعض گناہوں سے ایمان ٹوٹ جاتا ہے، مثلاً: کفر اور شرک سے ایمان ٹوٹ جاتا ہے اور بدعات وخرافات سے ایمان ہل جاتا ہے اور دوسرے جو گناہ ہیں ان سے بھی ایمان میں کمزوری آجاتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پاک صاف رکھنے کے لیے ترتیب رکھی ہے، جس کا پہلا درجہ نظافت ہے لہٰذا ہر شخص کو انسانی اعتبار سے پاک صاف رہنا چاہیے اور اگر کوئی شخص صاحب ایمان ہے تو اگر وہ اس نظافت میں نیک نیت بھی کرلے تو اس کا مقام اور بلند ہو جائے گا، اور اس کے بعد دوسرا درجہ طہارت کے اختیار کرنے کا ہے، یعنی اگر کوئی انسان استنجاء سے آیا ہے یا ریاح خارج ہوئی ہے تو اس کو وضو کر لینا چاہیے تاکہ استنجاء اور ریاح سے اتنی دیر غفلت میں رہنے کی وجہ سے جو ایک کدورت پیدا ہو جاتی ہے، وہ

www.abulhasanalinadwi.org

کدورت وضو کے ذریعہ دھل جائے اور آدمی اس سے پاک ہوجائے، اسی لیے طہارت میں انسان کی جس قدر نیت صادقہ ہوتی ہے اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ سخت سردی کے زمانہ میں مشکل کے باوجود مکمل طور پر وضو کرنے سے انسان کے سارے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے اور اس کے درجات کو بلند کردیا جاتا ہے۔

تزکیہ

طہارت کے بعد تیسرا درجہ تزکیہ کا ہے، جس کا تعلق دل ودماغ سے ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے دماغ کو برے جذبات سے پاک کرلے اور دل کی جو بیماریاں ہیں ان کو دل سے نکال دے، تو دل کا تزکیہ ہوجائے گا اور دماغ کا تصفیہ ہوجائے گا اور وہ حقیقی مومن ہوجائے گا، کیونکہ مومن اسی کو کہتے ہیں جو پاک صاف ہو اس کے اندر شرک کا، کفر کا، گندگی کا کوئی شائبہ بھی دل ودماغ کے اندر موجود نہ ہو، اور نہ ہی جسم پر ظاہری اعتبار سے موجود ہو، معلوم ہوا جس کا ایمان اس درجہ کا ہو وہ مومن ہے اور ایمان سب سے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اس سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے، لیکن یاد رہے کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان کی مثال

ایمان کے دل سے تعلق کو بطور مثال یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ایمان گویا گورنر کی طرح ہے، حالانکہ ایمان تو بلند حیثیت کا حامل ہے، جس کے سامنے صدر مملکت بھی کچھ نہیں ہے، لیکن سمجھانے کے لیے یہ مثال بیان کی جاتی ہے: جیسے کسی ملک کا صدر ہو اور وہ کسی شہر میں جلسہ کے اندر شریک ہونے کے لیے آرہا ہو، تو وہ جہاں بیٹھے گا اس جگہ کی اچھی طرح صفائی کی جائے گی، اسٹیج کو خوشنما بنایا جائے گا، گلیوں کو مہکایا جائے گا، اور جس کرسی پر بٹھایا جائے گا اس کو اچھی طرح سجایا جائے گا، تاکہ گورنر صاحب ناراض نہ ہوجائیں اس لیے ان کے شایان شان استقبال کیا جائے گا، لہٰذا ایسے میں جو سڑکوں وغیرہ کو صاف کیا گیا ہے یہ گویا کہ نظافت کا مرحلہ تھا، اور اس کے بعد اس کو چھڑکاؤ کیا جانا اور چونا ڈالنا اور گندگی وغیرہ کی صفائی کے لیے مزدور کو لگانا، یہ طہارت کا مرحلہ ہے، اور اس کے بعد جہاں پر وہ آکر بیٹھے گا وہاں چاندنی وغیرہ کا بچھایا جانا اور پھولوں کا ڈالنا اور اعلیٰ درجہ کی کرسی کا رکھا جانا، اس کے تزکیہ کا مرحلہ ہے، لیکن یہاں پر ہم لوگوں نے ایمان کو اتنا گھٹیا سمجھ لیا کہ اس کو ہر کس وناکس جگہ پر گھسیٹتے پھرتے ہیں، ورنہ ایمان تو اس سے کہیں درجہ بڑھ کر ہے، اسی

www.abulhasanalinadwi.org

لیے ایمان کو ان تینوں مراحل کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ اس کی حیثیت گورنر سے کہیں بلند ہے، لہٰذا جب یہ تینوں چیزیں ہوں گی، تو حقیقی معنی میں انسان کے دل میں ایمان اسی وقت آئے گا، ورنہ جس طرح انتظامیہ کی کچھ کمی ہونے پر گورنر صاحب نہیں آسکتے، اسی طرح ان تینوں مرحلوں میں سے کسی ایک کے اندر کمی ہونے سے ایمان بھی دل میں نہیں آئے گا۔

مومن کا مصداق

حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اس کا مطلب یہی ہے کہ جس وقت انسان گندا ہے تو اس وقت ایمان موجود نہیں ہوتا بلکہ ہٹ جاتا ہے، جس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح کوئی شخص بلا کسی وجہ کے صدر صاحب کی موجودگی میں احتجاج کرے اور کالا جھنڈا دکھائے تو وہ چلا جائے گا، اسی طرح اللہ نے ایمان کی جو دولت عطا کی ہے اس کے مقابلہ میں کوئی شخص شرک وکفر اور بدعات وخرافات کی باتیں کرے، تو پھر اس کا ایمان بھی رخصت ہوجائے گا، لیکن اس کے بعد اگر کوئی ایسا شخص ایمان کی طرف دوبارہ پلٹ کر آجائے تو اس کے متعلق دوبارہ اعلان خداوندی کردیا جاتا ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

اس کو یہ نعمت دے دی جائے، غرض کہ اس کے بعد اس شخص کا جس درجہ کا ایمان ہوگا اسی درجہ اس کو ایمان کی حلاوت بھی نصیب ہوگی، اور اس کے بعد ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ پاکیزہ زندگی عطا فرمادے گا، جس کو قرآن مجید میں "حیاۃ طیبۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً﴾ (النحل:۹۷) (ایمان کی حالت میں جو بھی بھلا کام کرے گا وہ مرد ہو یا عورت ہم اس کو ضرور پاکیزہ زندگی بخشیں گے)

یعنی ایسے شخص کو ہم پاکیزہ اور خوشگوار زندگی عطا فرمائیں گے، طیب کے معنی پاک صاف کے ہیں، قرآن شریف میں طیب کا لفظ تیمم کی مٹی کے لیے استعمال کیا گیا ہے، فرمایا گیا ہے:

﴿فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّبًا﴾ (پاک مٹی سے تیمم کرو)

معلوم ہوا کہ جب مٹی طیب ہو تو وہ تیمم کے لائق ہوتی ہے، اسی طرح جب صاحب ایمان پاک ہو جاتا ہے تو وہ بھی مصافحہ کے لائق ہو جاتا ہے اسی لیے اس کو "حیاۃ طیبۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے، اور انسان کے طیب ہونے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جس طرح طیب مٹی کو چھونے سے انسان پاک ہو جاتا ہے اسی طرح طیب آدمی کے ملنے سے انسان کے گناہ جھڑ جاتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، جس کی وضاحت حدیث شریف میں ہے کہ جب دو مومن آپس میں ملتے ہیں تو ان کے گناہوں کو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی معاف کر دیا جاتا ہے۔

دخول ایمان کی شرط

لیکن آج کل کا مرض یہ ہے کہ انسان تزکیہ کے مرحلہ سے بالکل عاری ہے، اور تزکیہ نفس سے بہت دور جا چکا ہے کیونکہ ہر انسان کے دل میں حسد، کینہ، تکبر، گھمنڈ، ایک دوسرے کے خلاف جلن انتہائی درجہ میں موجود ہے اور ہر انسان نہ جانے کیسی کیسی خرافات میں مبتلا ہے، یوں کہہ لیجئے کہ آج انسان کے ذہن و دماغ میں جھاڑ جھنکاڑ موجود ہے اور گویا کہ چڑیوں نے اپنے گھونسلے بنا رکھے ہیں جس کے نتیجہ میں ایک گندگی پیدا ہو گئی ہے جو ذہن و دماغ میں اٹی ہوئی ہے، لہٰذا یاد رکھیں کہ ایسے حالات میں دلوں کے اندر ایمان آنے والا نہیں ہے، کیونکہ ایمان جبھی آتا ہے جب دل کو پاک صاف کر لیا جائے، اسی لیے اسلام میں نظافت و طہارت اور تزکیہ کا بڑا درجہ رکھا گیا ہے، تاکہ ان تینوں خوبیوں کو لوگ اپنے اندر پیدا کریں اور پھر ایمان اپنی برکات کے ساتھ دلوں کے اندر آ سکے، اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام اور ایمان جب کسی کے دل میں آتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے تو سکون وچین لے کر آتا ہے، اور سکون وچین اسی وقت ممکن ہے جب ان تمام چیزوں کا اہتمام کیا جائے۔

نظافت کا فقدان

آج افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے یہاں پہلا مرحلہ ہی مفقود ہو چکا ہے یعنی نظافت کا بھی کوئی خاص اہتمام باقی نہیں رہ گیا، اگر آج دیکھا جائے کہ مسواک کرنے والے، اور دانتوں کی صفائی کا اہتمام کرنے والے کتنے ہیں؟ منھ کی بدبو سے بچنے والے کتنے ہیں؟ اپنے گھروں کو صاف رکھنے والے کتنے ہیں؟ اور اپنے گھروں کو منظم رکھنے والے کتنے ہیں؟ جو کہ نظافت ہی کا ایک جز ہے، تو خال خال کوئی نظر آئے گا، حالانکہ اسلام میں انتظام کا بہت خیال رکھا گیا ہے، مثلاً: نماز کے اوقات مقرر کر دیئے گئے، روزہ کا وقت مقرر کر دیا گیا، سحری وافطار کا وقت مقرر کر دیا گیا، غرض کہ یہ ساری باتیں انتظامی چیزوں سے تعلق رکھتی ہیں، ورنہ اگر ان کو متعین نہیں کیا جاتا تو ہر شخص اپنے اپنے اعتبار سے ان ارکان کو انجام دیتا، لیکن متعین کرنے سے اسلام نے اپنے نظام کو گویا کہ مضبوط کر دیا، الغرض مندرجہ بالا باتوں سے یہ بخوبی معلوم ہوتا کہ مسلمان آج نظافت میں انتہائی پیچھے جا چکے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو پاکی اور صفائی کا خاص حکم دیا ہے، اس لیے کہ ایمان اسی وقت ملے گا جب آدمی پاکی کے اس مقام پر پہنچے گا، جس کو سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے، غرض کہ اگر ہم جسمانی و مکانی اعتبار سے پاک صاف رہنے کے عادی ہو جائیں تو صحیح معنی میں مومن کہلانے کے مستحق ہو سکیں گے، لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم گندگی کے خوگر ہو جائیں جیسے آج یہ امت جس کو خدا اور اس کے رسول ﷺ نے پاک بنایا تھا انتہائی گندی ہوتی جارہی ہے، آج اگر مسلمانوں کے محلوں کی گندگی کا عالم دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ ان کو ذرا بھی نظافت سے کوئی تعلق نہیں ہے، حالانکہ حکم خداوندی یہ ہے کہ اپنے آنگن کو بھی صاف رکھو، لیکن صورت حال یہاں تک خراب ہو چکی ہے کہ آج لوگ مسلمانی نام رکھ کر بھی بآسانی یہ کہہ دیتے ہیں: ''ہم ناپاک ہیں، اس لیے نماز نہیں پڑھ سکتے''، جب کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مسلمان کے تعلق سے فرمایا تھا: مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا، آج انہیں احادیث پر عمل ترک کرنے کی وجہ ہے کہ جنہوں نے ان احادیث واحکامات کی تعمیل کی تھی انہوں نے قرن اول میں اور بعد کے ادوار میں بھی اسلام کا اچھا نمونہ پیش کیا تھا، لیکن جب ہم نے ان چیزوں کو ترک کر دیا تو آج ہماری وجہ سے اسلام کی شکل لوگوں کے سامنے دوسرے پیرایہ میں ڈھل چکی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح طہارت کا معاملہ ہے کہ اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں بجائے تین دفعہ دھونے کے آج کل لوگ سات آٹھ مرتبہ تک دھوتے چلے جارہے ہیں، حالانکہ اس سے آگے بڑھنے کی اجازت ہی نہیں ہے، اسی طرح نہ ہی وضو میں نیت کرتے ہیں، اور نہ ہی تین دفعہ دھونے پر اکتفا کرتے ہیں، جو کہ سراسر غلط ہے۔

نماز کی روح

انسان کے ایمان کو اعلیٰ درجہ کا ہونے کے لیے بہترین ذریعہ نماز ہے اسی لیے نماز سے پہلے طہارت کا خاص حکم بھی دیا گیا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کو صحابہ والی نماز میسر ہوتی ہے، اور سب سے اہم چیز جس سے انسان سب سے اعلیٰ مقام پاتا ہے وہ نماز ہے، اس لیے نماز کے لیے طہارت کا خاص اہتمام کرنے کو حکم دیا گیا، کیونکہ نماز کا دارومدار طہارت پر موقوف ہے، اسی لیے جب حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ سے درخواست کی تھی کہ صحابہ والی نماز پڑھنا چاہتا ہوں، تو سید صاحب نے فرمایا: پہلے آپ صحابہ والا وضو کیجئے، اس کے بعد نماز میں بھی وہی کیفیت حاصل ہو جائے گی، چنانچہ جب انہوں نے اسی کیفیت کے ساتھ وضو کیا تو خود فرماتے ہیں کہ حقیقی ایمان کی لذت محسوس ہو رہی تھی،

www.abulhasanalinadwi.org

لہٰذا اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہماری طہارت کمزور ہے تو نماز بھی کمزور ہوگی، اور یہی وجہ ہے کہ طہارت پہلے رکھی گئی ہے، تاکہ نماز اچھی ہوجائے، کیونکہ روحانیت کے میدان میں آگے بڑھنے کے لیے نماز کا مرتبہ بہت بلند ہے، اس لیے کہ اس کو مومنین کی معراج سے بھی تعبیر کیا گیا ہے، لیکن اگر ہم سفر سے پہلے گاڑی میں تیل ہی نہ ڈالیں تو جس طرح گاڑی آگے نہیں چل سکتی، اسی طرح اگر ہم نماز سے پہلے اپنے ذہن ودماغ کو معطر اور پاک کرکے اللہ کے دربار میں حاضر نہ ہوں تو نماز کا مزا کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟

اکل حلال

اسی طرح انسان کو اس طہارت کے ساتھ ایک دوسری طہارت کا بھی خاص خیال رکھنا ضروری ہے جس کے بغیر عبادات میں مزا نہیں آسکتا، وہ ہے ''اکل حلال کی طہارت''، یعنی انسان جو لقمہ کھا رہا ہے وہ بھی حلال ہونا چاہیے، تب نماز میں مزا آئے گا، لیکن اگر وضو بھی صحیح نہ ہو اور لقمہ بھی حلال نہ ہو تو عبادات میں مزا آنا ناممکن ہے، غرض کہ معلوم یہ ہوا طہارت بڑی اہم چیز ہے، حالانکہ عموماً اس کو لوگ نظر انداز کردیتے ہیں، محض باتیں کرتے ہوئے ہی وضو کرلیا جاتا ہے کوئی خاص اہتمام اور نیت کا

www.abulhasanalinadwi.org

استحضار نہیں ہوتا، حالانکہ ایک پٹرول ڈلوانے والا بھی چیک کرتا رہتا ہے کہ صحیح بھر رہا ہے یا نہیں؟ وہاں کوئی باتیں نہیں کرتا ہے، لیکن جب وضو کیا جاتا ہے تو گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری باتیں وضو خانے ہی میں ہو جائیں گی، حالانکہ وضو کرتے وقت سب سے پہلے استحضار نیت کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا چاہیے، اور بعد کی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اعضاء کو صحیح طور پر دھونا چاہیے، کیونکہ اعضاء کے سوکھے رہ جانے پر اللہ کے رسول ﷺ نے سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ وضو میں جو ایڑھیاں سوکھی رہ جاتی ہیں ان کے لیے جہنم کی ہلاکت طے ہے۔

اسی لیے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اچھی سے اچھی طرح وضو کرنے کی کوشش کرے، لیکن اس کو بھی سمجھنے کے لیے اگر کسی بزرگ کی صحبت میسر ہو تو انسان کو ان کی خدمت میں رہ کر یہ چیزیں ضرور سیکھنا چاہئیں کہ کس طرح سے وضو کیا جاتا ہے، کیونکہ انسان بسا اوقات اپنے علم کے مطابق صحیح کام کرتا ہے لیکن اگر بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنے ان اعمال کا موازنہ کرتا ہے تو بالکل ہیچ نظر آتے ہیں۔ حضرت مولانا علی میاںؒ پر جب فالج کا اثر ہوا، تو آپ کو وضو کرانا پڑتا تھا، لہٰذا ایک مرتبہ میں نے بھی یہ سعادت حاصل کی، جس سے اچھی طرح یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وضو کس طرح کرنا چاہیے۔

www.abulhasanalinadwi.org

احکامات وضوو تیمم

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلاةِ فاغْسِلُواْ وُجُوهَکُمْ وَأَیْدِیَکُمْ إِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُواْ بِرُؤُوسِکُمْ وَأَرْجُلَکُمْ إِلَی الْکَعْبَیْنِ وَإِن کُنتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُواْ وَإِن کُنتُم مَّرْضَی أَوْ عَلَی سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مَّنکُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَیَمَّمُواْ صَعِیْداً طَیِّباً فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِکُمْ وَأَیْدِیْکُم مِّنْهُ مَا یُرِیْدُ اللّهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَکِن یُرِیْدُ لِیُطَهَّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ﴾ (المائدۃ:٦)

ترجمہ:- اے ایمان والو! جب تم نماز کو اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں کو سمیت دھو لیا کرو اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (سارا جسم) پاک صاف کر لو، اور اگر تم میں سے کوئی استنجاء سے آئے یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے، تو پاک مٹی سے

www.abulhasanalinadwi.org

تیمم کرلیا کرو، یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلیا کرو، اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے، تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

فائدہ:- مذکورہ بالا آیت میں وضو وغیرہ کے تمام احکامات کو بیان کردیا گیا ہے، وضو کیسے کرنا چاہیے، کتنی مرتبہ دھونا چاہیے، اور یہ بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ پانی کے مفقود ہونے پر نماز ساقط نہیں ہوگی بلکہ اس وقت مٹی سے تیمم کرکے طہارت حاصل کرلی جائے گی، اس کے بعد فرمایا: اللہ کسی کو مصیبت میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا، کیونکہ اللہ کا مقصود کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصود تمام انسانوں کو نفع پہنچانا ہے، یہ الگ بات ہے کہ سخت سردی میں وضو کرنے سے دقت ہوتی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جب انسان اپنے اعضاء کو مستقل دھوتا رہتا ہے تو اس کو جسمانی تکالیف سے راحت رہتی ہے، اور نہ دھلنے سے بیماریاں بھی پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم کو بالخصوص جن چیزوں کی وصیت فرمائی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے" ناپسندیدگی کے باوجود وضو کو مکمل کرنا"، جس کا

www.abulhasanalinadwi.org

مطلب یہ ہے کہ جب اہل بیت کو اس قدر خاص طور سے تاکید کی گئی ہے تو دوسروں کے لیے اور ضروری چیز ہوگی۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ اگر انسان اپنے اندر یہ تینوں نکات یعنی نظافت، طہارت، تزکیہ کو پیدا کرلے تو وہ حقیقی معنی میں مومن کہلانے کا مستحق ہوگا، جس کے سامنے دنیا کی ساری چیزیں چھوٹی نظر آئیں گی اور کوئی بھی دشمن اس کے آگے نہیں ٹک سکے گا، درحقیقت قرآن کریم میں انہی اوصاف سے متصف مومنین کے لیے فرمایا گیا ہے:

﴿وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران: ۱۳۹)

(تم ہی سربلند رہو گے بشرطیکہ تم صاحب ایمان ہو)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صحیح ایمان کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

www.abumasahamhadvi.org

نماز

نماز کے اہتمام کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں جتنی تاکید آئی ہے اتنی تاکید کسی دوسرے عمل کے سلسلہ میں نہیں آئی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر غیر معمولی کمالات رکھے ہیں، اگر کوئی بھی شخص نماز کی ویسی پابندی کرلے جیسا کہ اس کا حکم ہے تو اس کے اندر وہ سارے کمالات جن کا اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے وہ خود بخود پیدا ہونا شروع ہوجائیں گے، اس لیے کہ نماز مومنین کے لیے معراج میں ملا ہوا ایک تحفہ ہے، جو صاحب نماز کو معراج عطا کرتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ چونکہ اللہ کے محبوب اور لاڈلے ہیں اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور نماز کا تحفہ اللہ نے عطا فرمایا، اور چونکہ آپ سارے درجات پر فائز ہیں اس لیے آپ کو درجات طے کرنے کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ اللہ نے آپ کے سارے درجات طے کروادیئے تھے، آپ کو مقام بلند عطا فرمایا

www.abulhasanalinadwi.org

تھا، لیکن آپ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ آسانی عطا فرمائی ہے کہ اگر وہ بھی ان درجات پر فائز ہونا چاہتی ہے تو کچھ اعمال کرنا ہوں گے۔

رضائے الٰہی

اعمال کے اندر سب سے بڑی چیز اللہ کی رضا مندی ہے، جس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے، جس کو قرآن میں "رضوان من اللہ اکبر" کہا گیا ہے، اور ظاہر ہے جو چیز اکبر ہے وہ اکبر ہی سے مل سکتی ہے، اور اکبر کیا ہے؟ اس کا جواب خود قرآن مجید میں مذکور ہے

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ (العنکبوت: ٤٥)

(اللہ کا ذکر بڑا ہے)

اور چونکہ نماز سراپا ذکر الٰہی ہے، اس لیے اس عمل سے اس کی رضا کا حصول ممکن ہے، گویا کہ عمل اکبر سے ذکر اکبر ملے گا، لہٰذا اگر ہماری نماز صحیح ہے، تو ہم اس کے ذریعہ سے ذکر والے بن جائیں گے اور پھر اللہ کی رضا والے بھی ہو جائیں گے جس سے بڑھ کر کوئی کامیابی نہیں ہے، اسی لیے صحابہ کا جو مقام بلند ہوا، اور ان کو

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ (المائدۃ:۱۱۹)

(اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے)

www.abulhasanalinadwi.org

کا پروانہ ملا، وہ اسی نماز کے اچھا ہونے کا نتیجہ تھا، اس لیے کہ نماز اپنے اندر غیر معمولی پن لیے ہوئے ہے۔

نماز کو ایک طرف تو معراج کا ذریعہ بنایا گیا ہے کہ یہ معراج المومنین ہے، اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے نماز کو چار چیزوں کا مجموعہ بنایا ہے: جسم کا، عقل کا، قلب کا، روح کا، گویا اسلام کے ارکان اربعہ میں یہ رکن جزوی طور پر دیگر ارکان اسلام کی معنویت کو بھی سموئے ہوئے ہے، اسی لیے اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ روزہ میں آدمی کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اسی طرح نماز میں بھی چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ جتنی دیر کوئی شخص نماز پڑھے گا اتنی دیر تک کھا پی نہیں سکتا، اسی طرح آدمی حج میں اٹھتا ہے بیٹھتا ہے، صفا ومروہ کے چکر کاٹتا ہے، تو نماز میں بھی ایک ہیئت میں نہیں رکھا گیا، بلکہ مستقل اٹھنا بیٹھنا رکھا گیا ہے، گویا کہ نماز صحت کا بھی ایک ذریعہ ہے کہ آدمی ایک جگہ پر بیٹھ نہیں سکتا، بلکہ کبھی کھڑے ہونے کا حکم ہے تو کبھی بیٹھنے کا، یہاں تک کہ جی بھی لگ رہا ہو تب بھی نہیں بیٹھ سکتے، اور اس کے ساتھ ساتھ نماز کے لیے فرمایا کہ جب نماز کے لیے آؤ تو عمدہ لباس پہن کر آؤ، ارشاد الٰہی ہے:

﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الأعراف: ۳۱)

(ہر نماز کے وقت اپنی زینت (کا سامان) لے لیا کرو)

www.abulhasanalinadwi.org

معلوم ہوا کہ معمولی لباس پہن کر مسجد میں آنا صحیح نہیں ہے بلکہ حیثیت کے مطابق جتنا اچھا ہو سکتا ہے اتنا اچھا لباس زیب تن کر کے دربار الٰہی میں حاضر ہونا چاہیے، کیونکہ نماز اہتمام کی متقاضی ہے۔

نماز کا فائدہ

نماز کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر ہماری نماز اچھی ہوگی تو ہمارے اعمال خود اچھے ہوتے چلے جائیں گے، ہم منکرات چھوڑتے چلے جائیں گے اور اعمال صالحہ کی طرف خود بخود بڑھتے جائیں گے، اس لیے کہ اس کے اندر اللہ نے بالفعل یہ تاثیر رکھی ہے کہ اگر کوئی بندہ نماز صحیح پڑھتا ہے تو اس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ نے کسی غیر کے آگے جھکنے کی جتنی بیہات ہو سکتی ہیں ان سب سے محفوظ رکھنے کے لیے ان تمام چیزوں کو نماز کے اندر رکھ دیا ہے، لہٰذا غیر کے سامنے جھکنے کا مسئلہ ہی ختم ہو گیا، یعنی کسی کے سامنے ہاتھ باندھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، ادب سے بیٹھے رہنا یہ نماز کے ساتھ خاص ہے جن کو بندہ جب نماز میں کرتا رہے گا تو کسی اور کے سامنے نہیں کرے گا۔

نماز کے درجات

اسی لیے نماز کے بہت سے درجات ہیں، پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان

www.abulhasanalinadwi.org

روح والی نماز پڑھے، دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ جسم والی بھی ہو، تیسرا یہ کہ اسی کے ساتھ قلب والی نماز بھی ہو، چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سب کے ساتھ عقل والی نماز بھی ہو، اگر یہ چاروں مراتب کسی کو حاصل ہو جائیں تو اس کی نماز بہت اعلیٰ درجہ کی شمار کی جائے گی، لیکن آج کل بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوا اور وہ یہ سمجھے کہ اگر روح والی نماز پڑھ لیں تو جسم کی نماز کی ضرورت نہیں ہے، اور عقل والی نماز پڑھ لیں تو قلب والی نماز کی ضرورت نہیں ہے، یا قلب والی نماز پڑھ لیں تو عقل والی نماز کی ضرورت نہیں ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ نماز ان چاروں کے مجموعہ کا نام ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ان چاروں چیزوں کے ساتھ پڑھے گا تو اس کی غیر معمولی ترقی ہوگی، لیکن آج کل عموماً ہم لوگ صرف جسمانی نماز پڑھتے ہیں وہ بھی صحیح طریقہ پر نہیں پڑھتے، اس لیے کہ جسمانی نماز میں بھی اس کا اہتمام ضروری ہے کہ سر سے لے کر پیر تک ہمارا کھڑا ہونا صحیح ہو، رکوع وسجدہ میں ہماری نگاہیں صحیح ہوں، یہ معلوم ہو کہ ناک کہاں رکھی جائے گی، انگلیاں کیسے رکھی جائیں گی، ہاتھ کیسے رکھے جائیں گے، جب یہ ساری چیزیں درست ہو جائیں گی تو جسمانی نماز صحیح ہوگی۔

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے فرمایا: اگر کوئی شخص جسمانی نماز ہی پڑھتا ہے تو خدارا اسی نماز کو وہ کسی درجہ میں صحیح طریقہ سے ادا کرنے والا

www.abulhasanalinadwi.org

بن جائے، تاکہ کسی نہ کسی دن حقیقی نماز کا مزا بھی حاصل ہو سکے، اسی طرح حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ کے مکتوبات سے ایک بات نقل فرمایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ نے اپنے چمن میں ہر طرح کے پیڑ پودے لگائے اور جب وہ دنیا سے رخصت ہونے لگا تو اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا: یہ سارے پیڑ پودے جو لگے ہوئے ہیں، جب یہ سب تمہاری زیر نگرانی آئیں تو ان کو باقی رکھنا یا نہ رکھنا، یہ تمہاری مرضی ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ فلاں گھاس چاہے کتنی ہی خوشک ہو جائے اس کو باقی ہی رکھنا ہے، اکھاڑنا نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر اس کی لکڑی ہی باقی رہ جائے تب بھی اس کو نکال کر مت پھینکنا، لیکن لڑکا جدید تعلیم پڑھا ہوا تھا لہٰذا اس نے کہا کہ اب تو بہت ترقی ہو گئی ہے اور عمدہ عمدہ پودے آ گئے ہیں جس سے پورا چمن مہکتا ہے اور یہ گھاس بلاوجہ بیچ میں سوکھی ہوئی ہے اس کو بھی نکال کے پھینک دینا چاہیے چنانچہ اس نے اس گھاس کو پھینک دیا، لیکن جیسے ہی گھاس کو پھینکا تو فوراً اندر زمین سے کالا سانپ نکلا اور اس کو کاٹ لیا، جس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اگر یہ سوکھی گھاس یہاں باقی رہتی تو اس کی تاثیر یہ تھی کہ اس جگہ پر سانپ نہیں آ سکتا تھا، لہٰذا شیخ منیریؒ نے اس واقعہ کے ضمن میں فرمایا: نماز کا بھی یہی معاملہ ہے کہ ہر حال میں پڑھتے رہنا چاہیے، ورنہ معاملہ بگڑ جائے گا، لیکن اگر اس جسمانی نماز کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ کوئی شخص روحانی اور عارفانہ نماز چاہتا ہے تو اس کا مزا ہی کچھ عجیب ہے، اس کی مثال حضرت مولانا نے یہ دی ہے کہ جس طرح پانی کے اندر مچھلی ہوتی ہے جس کو بغیر پانی کے چین نہیں آتا، ایسے ہی انسان کا دل مسجد میں لگا رہنا چاہیے تاکہ قلبی نماز کا مزا بھی حاصل ہو سکے۔

عقلی نماز کی ضرورت

اسی طرح اگر کوئی شخص جسمانی اور قلبی نماز کے ساتھ عقلی نماز بھی پڑھنا چاہتا ہے، تو عقلی نماز کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ (النساء:۴۳)

(نماز کے قریب مت جاؤ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم کیا کہہ رہے ہو)

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے اس کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے، کیونکہ مسلمان بے عقل نہیں ہوتا ہے، لہٰذا ہم جب نماز ہم پڑھ رہے ہیں تو نماز میں بھی ہم کو سوچ سمجھ کر پڑھنا چاہیے، کیونکہ ہم اس وقت خدا کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں، اس لیے اس وقت یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ ہم اس سے کیا درخواست کر رہے ہیں، لیکن اگر اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

معانی ہی نہ معلوم ہوں جو ہم اس سے مانگ رہے ہیں کہ رکوع میں کیا کہا، سجدہ میں کیا کہا، تو نماز عقل والی نہیں رہے گی، کیونکہ ہم نے یہی نہیں سمجھا کہ ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر کیا کہہ رہے ہیں۔

اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ

"أن تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك"(۱)

(اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے اس کو دیکھ رہے ہو ورنہ یہ تو طے ہی ہے کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے)

اور اگر یہ استحضار ہو جائے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے تو آدمی زیادہ چوکنا ہوتا ہے، جیسا کہ کسی نابینا شخص کو بہت بڑے بادشاہ یا افسر کے سامنے لایا جائے اور کان میں کہہ دیا جائے کہ آپ کے سامنے بادشاہ بیٹھا ہے، تو اس کی حالت زیادہ خراب ہو جائے گی، کیونکہ وہ دیکھ نہیں پا رہا ہے، بلکہ اس کے جسم پر ایسی کیفیت ہوگی کہ اس کو لوگ تسلی دلائیں گے، لیکن اسی کے بالمقابل اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے تو یہ زیادہ بلند بات ہے، اسی لیے اگر یہ کیفیت ہم پر طاری ہو جائے تو نماز کا مزا آجائے۔

(۱) صحیح مسلم: ۱۰۲

www.abulhasanalinadwi.org

دل کی نماز

چوتھی نماز دل کی نماز ہے، یعنی نماز کے اندر خشوع وخضوع ہو، نماز پڑھنے کی کیفیت ہو، یہ دھیان ہو کہ ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہیں اور جب وہ کلمات اپنی زبان سے ادا کریں جو نماز میں پڑھائے جاتے ہیں تو اسی کیفیت کے ساتھ وہ ادا کیے جائیں اور حضوری کی کیفیت جتنی زیادہ ممکن ہوسکے وہ کریں تو اتنی ہی انسان کی نماز، قلبی نماز ہوتی جائے گی، اگر کوئی شخص ان چاروں کے مجموعہ کو ملا کر نماز ادا کرے تو اس کی نماز ایسے جہاز کے مانند ہوگی جو کہیں نہیں رک سکتی، اسی لیے نماز کو مومنین کی معراج قرار دیا گیا ہے، اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں ان کے بارے میں بہت سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان شان امتیازی پیدا کرنے والی چیز نماز ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے یہ بھی فرمادیا:

"من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر"(۱)

(جو کوئی جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہوگیا)

لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز اپنی جگہ پر غیر معمولی درجہ رکھتی ہے۔

(۱) كنز العمال: ۱۸۸۷۶

www.abulhasanalinadwi.org

خدائی نظام

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾(ھود:۱۱٤)

(دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے مختلف اوقات میں نماز پڑھتے رہو، بیشک حسنات سیئات کو مٹا دیتی ہیں)

معلوم ہوا کہ اس کے اندر تمام نمازوں کا ذکر کر دیا گیا، اور انہی کی پابندی کے لیے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

﴿حَافِظُواْ عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾(البقرۃ:۲۳۸)

(تم نمازوں کی محافظت کرو)

یعنی ان کا اہتمام کرو، اس کے لیے فکر کرو، کہ کس وقت کون سی نماز ادا کرنا ہے؟ کیونکہ ہر وقت پر اسی وقت کی نماز ادا کرنا بھی ایک خدائی نظام ہے، جس کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح نماز کے متعلق یہ بھی فرمایا:

﴿وَقُومُواْ لِلّهِ قَانِتِينَ﴾(البقرۃ:۲۳۸)

(اللہ کے لیے خشوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ)

یعنی پوری وارفتگی و جھکاؤ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، کیونکہ اس طرح نماز کے ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انسان برائیوں سے باز رہتا ہے اس لیے کہ ارشاد ربانی ہے:

www.abulhasanalinadwi.org

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾

(العنکبوت:۴۵)

(نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے باز رکھتی ہے)

گویا کہ نماز کا پہلا درجہ یہ ہے کہ نماز انسان کو برائیوں سے روکنا شروع کر دیتی ہے، کیونکہ انسان نماز میں جب "اللہ اکبر" اس استحضار کے ساتھ کہے گا کہ اس کے سوا کوئی بڑا ہی نہیں ہے صرف وہی ایک بڑا ہے تو اس تصور کے آتے ہی انسان شرک کی بیماری سے محفوظ ہو جائے گا، اور جو شرک سے محفوظ ہو جائے گا تو دوسری بیماریوں سے بھی محفوظ ہوتا جائے گا، لیکن چونکہ آج ہماری نماز ہی ناقص ہے اس لیے ہم برائیوں سے نہیں رک پاتے، جیسے کہ اگر کسی شخص کے سر میں درد ہو اور وہ سر کے درد کی دوا کھالے، لیکن سر کا درد ختم نہ ہو، جب یہ تحقیق کی جائے کہ سر کا درد کیوں ختم نہیں ہوا تو معلوم یہ ہو کہ جو دوا انہوں نے استعمال کی تھی وہ دوا نقلی تھی، بالکل اسی طرح نماز کا معاملہ ہے کہ اگر نماز برائیوں سے نہیں روک رہی ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نماز غلط ہے، لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام مضرتوں سے، پریشانیوں سے بچ جائیں اور ہر خوبی ہمارے اندر موجود ہو تو نماز کی پابندی کرنی پڑے گی، لیکن نماز ایسی ہونی چاہیے جو کہ قلبی، عقلی، روحانی، جسمانی نماز کا مجموعہ ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

نماز گناہوں کا تریاق

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْراً بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ؟ (قَالُوْا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ)، قَالَ: فَكَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے دروازہ پر کوئی نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل

(۱) صحیح البخاری: ۵۲۸

www.abulhasanalinadwi.org

کرتا ہو، کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کیا: کچھ باقی نہیں رہے گا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پنج گانہ نماز کا بھی یہی معاملہ ہے، اللہ رب العزت ان کے ذریعہ سے انسان کی تمام خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے۔

فائدہ: – معلوم ہوا نماز اندرونی بیماریوں اور گندگیوں کو دھل دیتی ہے، جیسے کوئی پانچ دفعہ نہر میں نہا کر جسمانی میل سے دھل جاتا ہے اسی طرح نماز پڑھ کر انسان روحانی کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے، لیکن اس کے لیے بھی یہی شرط ہے کہ نماز نماز کی طرح ہونا چاہیے جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے، اس لیے کہ شیطان سب سے زیادہ نماز ہی کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی لیے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ انسان نے نماز کی نیت باندھی اور اس کا دماغ ادھر ادھر چلا گیا، جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم کو خلوت میں وقت گزارنے کی عادت نہیں ہے، کیونکہ اگر کچھ وقت تنہائی میں اللہ کی یاد گزارنے کی عادت ہوتی تو نماز میں بھی دھیان باقی رہتا۔

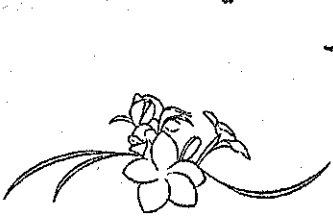

www.abulhasanalinadwi.org

باجماعت نماز کی فضیلت

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت سے نماز ادا کرنا، تنہائی میں نماز ادا کرنے کے مقابلہ میں ۲۷/ گنا بہتر ہے۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ہماری جو اجتماعی بیماریاں موجود ہوں گی وہ بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے نکل جائیں گی، اسی لیے تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت کے

(۱) صحیح البخاری: ٦٤٥

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ پڑھنے کا ثواب ۲۷/ گنا زیادہ ہے، اور ''گنا'' کے بارے میں اکثر شارحین کا کہنا ہے کہ یہاں تحدید مراد نہیں ہے بلکہ تکثیر مراد ہے، یعنی یہ بتانا مقصود ہے کہ بہت زیادہ ثواب بڑھ جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک راز ہے کہ حدیث میں ۲۷/ گنا ہی کیوں استعمال کیا گیا؟ ورنہ ۳۷ یا ۴۷/ یا ۵۷/ بھی کہہ سکتے تھے، بلکہ روایات سے ایسا کچھ معلوم نہیں ہوتا، صرف بعض میں روایات میں ۲۵/ کا لفظ آتا ہے، اس لیے اس کے متعلق بعض علماء نے عقدہ کشائی کرتے ہوئے فرمایا: ۲۷/ جہری نمازوں کے لیے ہے اور ۲۵/ کا لفظ سری نمازوں کے لیے بولا گیا ہے، غرض کہ یہ ضرور معلوم ہوا کہ ۲۷/ گنا ہر حال میں سیدھا سیدھا ملنا ہے اور یہ ۲۷/ گنا ثواب ملنے کا معنی اصلاً اللہ ہی جانے کہ وہ کیا ہو سکتا ہے، ممکن ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جو ہمارے اندر کمزوریاں، خرابیاں اور بیماریاں پائی جاتی ہیں وہ ساری کی ساری ختم ہو جانا شروع ہو جائیں گی، کیونکہ جماعت کا جو ثواب ملتا ہے اس سے اجتماعی خرابیاں جاتی رہیں گی اور وہ خوبیاں پیدا ہو جائیں گی جو اجتماعی زندگی گزارنے والے کامل انسان میں پائی جاتی ہیں، کیونکہ تنہا پسندی اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے، البتہ کچھ وقت کے لیے آدمی تنہا رہ سکتا ہے، اور خلوت اختیار کر سکتا ہے، وہ بھی روحانی ترقی کے لیے ایک لازمی چیز ہے، جو کہ ایک انسان کو نماز میں بھی حاصل ہوتی

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، بشرطیکہ کوئی شخص واقعی نماز ادا کرے، لیکن یوں ساری دنیا کو چھوڑ کر بیوی بچوں، بھائی بہنوں کو چھوڑ کر اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ کر تنہائی میں چلے جانے کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے، بلکہ اصل یہ ہے کہ ان میں رہ کر اسلام پر عمل پیرا ہوا جائے، اسی لیے ہر جگہ اجتماعی شکلیں رکھی گئی ہیں، اور اس کا ثواب بھی بڑھا دیا گیا ہے کہ اگر اجتماعی شکلوں میں رہ کر کوئی شخص صحیح طور پر کام انجام دے گا تو اس کے فوائد نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ترک جماعت کا نقصان

عَنْ أَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْیَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطَانُ، فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا یَأْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَةَ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کسی گاؤں یا دیہات میں کوئی تین آدمی ایسے نہیں ہیں جو کہ جماعت سے نماز ادا نہ کرتے ہوں، مگر ان پر شیطان غالب نہ ہو جاتا ہو، لہٰذا تم پر جماعت کی پابندی لازمی ہے، اس لیے کہ

(۱) سنن أبی داود: ۵٤٧

www.abulhasanalinadwi.org

بھیڑیا ریوڑ سے نکلی بکری کو کھا جاتا ہے۔

فائدہ: - مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کے معمول کو ترک کرنے کا معمول بنانا یہ ایسا عمل ہے جس سے شیطان لوگوں پر قابو پالے گا اسی کے ساتھ ساتھ جماعت کا سب سے بڑا فائدہ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا، جس طرح ریوڑ میں ساری بکریاں جاتی ہیں اور ان کو بھیڑیا نہیں کھاتا سوائے اس بکری کے جو ریوڑ سے باہر آجائے، ایسے ہی اگر جماعت کا اہتمام کوئی نہیں کرے گا تو شیطان ان کو بھی اپنا کھلواڑ بنالے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر دو چار آدمی مسلمان رہتے ہوں لیکن جماعت نہیں کرسکتے ہوں تو ان کو ڈرنا چاہیے کہ ان کا اس طرح رہنا یہ شیطان کے حساب میں نہ چلا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نوافل کا فائدہ

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ تَعَالَىٰ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَىٰ اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: میں نے سنا اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے: کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہو ہر دن میں بارہ رکعتیں نفل کے طور پر جو کہ فرض نہیں کی گئی ہیں، مگر اللہ اس کے لیے جنت میں

(۱) صحیح مسلم: ۷۲۸

www.abulhasanalinadwi.org

ایک گھر بنا دیتے ہیں، یا اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرا دیا جاتا ہے۔

فائدہ: - اللہ نے فرض نماز کی کمی کو پورا کرنے کے لیے نفلوں کا نظام بھی رکھ دیا، یعنی فرائض کی پابندی کے بعد جو دوسری نفل نمازیں ہیں ان کی بھی پابندی کرنا چاہیے، لیکن مذکورہ بالا حدیث میں جو بارہ رکعات کی پابندی کرنے کا ذکر ہے اس میں دو رکعت فجر سے پہلے والی مراد ہیں، اور چار رکعت ظہر کی فرض نماز سے قبل والی مراد ہیں،، اور دو رکعت بعد ظہر، اور دو رکعت بعد مغرب، اور دو رکعت بعد عشاء، مراد ہیں۔

اس کے بعد نوافل کا درجہ آتا ہے مثلاً: اوابین، تہجد، اشراق وغیرہ کی نمازیں ہیں، جن میں سے ہر ایک کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں، لیکن جو فرض نمازیں ہیں ان میں سے بھی ہر ایک کے الگ الگ فوائد ہیں یعنی ظہر کا فائدہ کچھ ہے، عصر، مغرب و عشاء کا فائدہ کچھ ہے، پھر نفلوں کے فوائد الگ الگ ہیں، لہٰذا جو شخص ان کا اہتمام کرے گا تو اس کو غیر معمولی فائدہ حاصل ہوگا اور ترقی ہوگی، اس لیے نماز کی پابندی ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دی گئی ہے اور نماز ہی کو گویا ایک مومن کے لیے اصل قرار دیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نماز کی اہمیت

حضرت عمرؓ نے فرمایا: جو نماز کو ضائع کرنے والا ہے، وہ اس کے علاوہ اسلام کی دوسری چیزوں کو مزید ضائع کرنے والا ہوگا، کیونکہ جب نماز ہی صحیح نہیں جو کہ ایک مومن کا معیار ہے، جس کے اچھا ہونے سے انسان کا عقیدہ بھی اچھا ہو جاتا ہے، تعلقات بھی اچھے ہو جاتے ہیں، معاملات بھی اچھے ہو جاتے ہیں، زبان بھی اچھی ہو جاتی ہے، حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کا ڈھنگ بھی نصیب ہو جاتا ہے، لیکن اگر نماز ہی اچھی نہ ہو تو کچھ بھی اچھا نہیں ہو سکتا، اس لیے ہر شخص کو یہ فکر کرنی چاہیے کہ نماز ہماری اچھی ہو جائے، جس کے طریقہ کو صحیح طور پر سیکھنے کا تعلق بزرگان دین کی صحبت سے وابستہ ہے، کیونکہ جب انسان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو اس کو اعمال صالحہ کے انجام دینے کا ڈھنگ بھی نصیب ہو جاتا ہے، جیسا کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو اختیار کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی نمازیں سب سے اچھی ہوئیں، اسی طرح حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے صحابہ جیسی نماز پڑھنا چاہی تو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ویسی نماز سیکھنے کی درخواست کی، چنانچہ ان کا خود بیان ہے کہ مجھے نماز کا حقیقی لطف حاصل ہو گیا، خلاصہ یہ کہ اگر صحابہ والی نماز کی طلب مقصود ہے

www.abulhasanalinadwi.org

تو آج بھی نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر اسلام کے اس عظیم رکن کے آداب وطریقے کو حاصل کرنا چاہیے، کیونکہ نماز ہی اللہ رب العزت کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے، اور اگر یہی مفقود ہو جائے تو اللہ کی رضا کا حصول ناممکن ہوگا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو حقیقی نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

زکاۃ

زکاۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، قرآن مجید میں جابجا نماز کے ساتھ زکاۃ کا تذکرہ ہے، یہاں تک کہ زکاۃ کو عصمت، مال و دماء، اور نماز سے وابستہ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ آدمی زکاۃ ادا کر کے جان کے اعتبار سے محفوظ ہوتا ہے، اور مال کے اعتبار سے بھی محفوظ ہوتا ہے، اسی طرح نماز اور زکاۃ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں اللہ کی حاکمیت کے مظہر ہیں یعنی اللہ کے بندے اللہ کو حاکم مانتے ہیں اسی لیے اس کے آگے پیشانی ٹیکتے ہیں اور اپنے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے لیے خرچ کرتے ہیں، گویا کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت و حاکمیت، بڑائی، کبریائی اور عظمت کا اظہار کرنے والا وہی ہوگا جو یہ دو کام کرے، کیونکہ یہی دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان بڑی مشکل سے کسی کے حوالہ کرتا ہے، اور بڑی مشکل سے کسی کے آگے جھکتا ہے اور بڑی مشکل

www.abulhasanalinadwi.org

سے اپنے پیسے کو کسی چیز میں لگاتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے بعد رسول ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ نماز اور زکاۃ کا ذکر فرمایا ہے، کہ اگر تم سچے ہو اور اللہ کو حاکم مانتے ہو تو تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ نماز ادا کرنے والے، زکاۃ دینے والے بنو، لیکن جس طرح آج نماز پڑھنے والوں کی تعداد گھٹ رہی ہے بالکل اسی طرح زکاۃ دینے والوں کی تعداد میں بھی کمی واقع ہوتی جارہی ہے، حالانکہ اسلام میں دونوں چیزیں لازمی ہیں۔

البتہ جہاں تک روزہ اور حج کا تعلق ہے، وہ اللہ کی محبوبیت کے مظہر ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اندر دونوں صفات ہیں، اور ان چاروں کے ذریعہ سے اللہ نے اپنی معرفت بھی کرائی ہے اور لوگوں کو بتایا ہے کہ اگر میں ایک طرف حاکم ہوں تو دوسری طرف محبوب بھی ہوں، لیکن جو لوگ غلط مذاہب کے ماننے والے ہیں، انہوں نے خدا کے تصور میں بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں یا تو خدا کو بالکل محبت کا دیوتا سمجھا، یا صرف اس کو حاکم مطلق قرار دیا، جب کہ دونوں باتیں خدا کی ذات سے الگ ہیں، اسی لیے اسلام نے خدا کا صحیح تصور قائم فرمایا ہے، لہٰذا اس میں دو ارکان کو حاکمیت کا مظہر قرار دیا گیا ہے اور دو کو محبوبیت کا مظہر قرار دیا گیا ہے، اور ان سب میں زکاۃ ایک اہم ترین فریضہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے

www.abulhasanalinadwi.org

انسانوں کی سچائی اور صداقت کو ظاہر کرنے کے لیے ان پر لازم قرار دیا ہے۔

زکاۃ کا مقصد

زکاۃ کے معنی یہ ہیں کہ وہ آدمی کو صاف اور پاک کرنے والی ہو، اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جو پاک وصاف ہوتا ہے وہ ہلکا بھی ہوتا ہے یعنی اس کے اندر اعمال کے اعتبار سے بھاری وزن ہوتا ہے لیکن طبیعت ہلکی ہوتی ہے، یوں بھی جسمانی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو کچھ دنوں تک صفائی کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے انسان کی طبیعت بوجھل ہوجاتی ہے، چنانچہ ایسے ہی زکاۃ دینے والے کی طبیعت ہلکی ہوجاتی ہے اور جو لوگ نہ ہی نماز ادا کرتے ہیں اور نہ ہی زکاۃ ادا کرتے ہیں ان کی طبیعت بوجھل ہوجاتی ہے، اس لیے کہ نماز انسان کی روحانی زمین کو اطاعت الٰہی کے لیے ہموار کردیتی ہے، جس کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں بیان کی جاچکی ہیں، البتہ زکاۃ انسان کے اندر صفائی پیدا کرتی ہے، کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیسے کی محبت کے ساتھ وابستہ کردیا ہے، جس کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ (العادیات:۸)

www.abulhasanalinadwi.org

(انسان کو پیسہ کی آخری درجہ میں محبت ہے)

اسی لیے محاورۃً کہا جاتا ہے کہ "چمڑی جائے دمڑی نہ جائے" یعنی آدمی کو مار پیٹ کر لینا سب کچھ صحیح ہے، لیکن پیسہ لینا درست نہیں ہے، معلوم ہوا پیسے کی محبت انسان کی گھٹی میں ہے گویا اصل انسان کا مرض دنیا اور پیسہ کی محبت ہے، کیونکہ دنیا اور پیسہ یہ لازم ملزوم ہیں اور دنیا کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

"حب الدنیا رأس کل خطیئة"(۱)

(دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے)

لہٰذا جو دنیا یعنی پیسے کی محبت میں مبتلا ہوگا، تو جو شخص جتنا زیادہ پیسہ کی محبت میں مبتلا ہوگا وہ اتنا ہی خدا سے دور ہوتا چلا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت دونوں کو بالکل یوں رکھا ہے کہ اگر انسان دنیا کی طرف مائل ہو جائے تو آخرت اس سے دور ہوتی چلی جائے گی اور اگر آخرت کی طرف مائل ہوا تو دنیا سے دور ہوتا چلا جائے گا، لہٰذا زیادہ کامیاب شخص وہی ہوگا جو آخرت کی محبت کے مقابلہ میں دنیا کی محبت پر قابو پالے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

"ان لکل أمة فتنة وفتنة أمتی المال"(۲)

(ہر امت کا ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے)

(۱) کنز العمال: ٦١١٤ (۲) مسند أحمد بن حنبل: ١٧٩٣٤

www.abulhasanalinadwi.org

جس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح ہر جانور کی ایک لگام ہوتی ہے، جس کو پکڑ کر اس پر قابو پایا جاسکتا ہے، ورنہ جانور قابو میں نہیں آسکتا ہے، اسی طرح دنیا کے فتنے بھی بہت ہیں، بلکہ دنیا سراپا فتنہ ہے لیکن اس میں سب سے بڑا فتنہ مال ہے جس کو اگر کوئی قابو میں کرلے تو سارے فتنے خود بخود قابو میں آجائیں گے، گویا دنیا کو ایک جانور تصور کیجئے اور اس کی نکیل مال سمجھئے کہ مال ہاتھ میں ہونے کے باوجود بھی انسان اس کو قابو میں رکھے، یعنی صحیح طریقہ سے لے، صحیح طریقہ سے رکھے، لہٰذا اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو گویا پوری دنیا اس کے قابو میں آجائے گی لیکن اگر ایسا نہیں کیا تو یہ دنیا بے نکیل جانور یعنی شتر بے مہار کی طرح ہوجائے گی، اس کو ہر جگہ پریشانی ہوگی، جیسا کہ کوئی پریشان جانور کسی کے کھیت میں منھ مار دیتا تو لاٹھیاں کھاتا ہے ایسے ہی جب ہم پریشان ہوکر غلط کام کریں گے تو اس کی پاداش میں دنیا ہی میں ہم کو پریشانی اٹھانی پڑے گی، ایسا کوئی نہیں ہوگا جو بچ جائے، بلکہ اللہ کی طرف سے پریشانیاں آئیں گی، اگر دنیا میں نہ پکڑے گئے تو آخرت میں پکڑ لازمی ہے۔

مال کی پاکی

لیکن اگر کوئی شخص اس عذاب سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو اس کو مال

www.abulhasanalinadwi.org

کے تحفظ کے لیے زکاۃ کا قانون لازم پکڑنا ہوگا، تاکہ اس کا پیسہ پاک ہو سکے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ پہلے پیسہ پاک کمائی کا بھی ہونا شرط ہے، نہ کہ حرام مال کی کمائی سے زکاۃ نکال کر یہ سمجھا جائے کہ پیسہ پاک ہو گیا، یہ تصور غلط ہے کہ ناجائز کمایا پھر زکاۃ دے دی اور سمجھے کہ پاک ہو گیا، کیونکہ زکاۃ اس حرام مال کو پاک کرنے کے لیے نہیں بلکہ مال کے اندر رکھے رہنے سے جو بدبو اور سڑن پیدا ہو جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لیے اصلاً زکاۃ کا نظام ہے، کیونکہ دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو نہ سڑ جائے اسی طرح اگر مال کی زکاۃ نہ نکالی جائے گی تو وہ پیسہ بھی سڑ جاتا ہے، اور یہ سڑن ایک دو پیسے کے اندر نہیں آئے گی بلکہ سارا پیسہ خراب ہو جائے گا، اسی لیے اس سے محفوظ رکھنے کے واسطہ اللہ تعالیٰ نے زکاۃ نکالنے کا حکم دیا ہے، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سارا پیسہ فلٹر یعنی صاف ہو جائے گا۔

زکاۃ کا مستحق کون؟

زکاۃ کا جو پیسہ نکالا جاتا ہے حدیث میں اس کو "أوساخ الناس" کہا گیا ہے، اسی وجہ سے اس میں یہ بات پیش نظر رکھنا ضروری ہوگی کہ یہ پیسہ بھی ہر ایک کو نہیں دیا جا سکتا، یہیں سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ اگر یہ پیسہ میل نہ ہوتا تو ہر ایک کو دیا جا سکتا تھا، لیکن اس کے متعلق حکم دیا گیا

www.abulhasanalinadwi.org

کہ یہ پیسہ اس کو دیا جائے گا جو اس کے لینے کا مستحق ہے، کیونکہ زیادہ پیسے والے باسی کھانا نہیں کھا سکتے، نہ ہی معمولی کھانا نہیں کھائیں گے بلکہ اعلیٰ درجہ کا کھانا کھائیں گے، لیکن جو بیچارے غریب لوگ ہوتے ہیں وہ معمولی کھانا کھاتے ہیں، دال روٹی کھاتے ہیں، اسی لیے امیر و غریب میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرق رکھا ہے کہ امیر زیادہ کھانا نہیں کھاتا ہے کیونکہ اس کو بھوک کم لگتی ہے لہٰذا اس کے لیے ایسا نظام بنا دیا کہ اس کو اعلیٰ غذا کی ہی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ وہ اپنے معدہ کے مطابق کھائے اور چونکہ غریب محنت کش ہوتا ہے یعنی مزدوری کرتا ہے اس لیے اس کو بھوک بھی زیادہ لگتی ہے تو اس کا معدہ اللہ تعالیٰ نے ایسا بنا دیا کہ اس کو سب چیزیں ہضم ہو جاتی ہیں، لہٰذا اسی طرح زکاۃ کے پیسہ کا معاملہ بھی ہے کہ جس طرح امیر زیادہ دال روٹی نہیں کھا سکتا ہے کیونکہ اس کا پیٹ خراب ہو جائے گا اسی طرح وہ زکاۃ کا گندا پیسہ بھی استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا روحانی توازن بگڑ جائے گا، اور چونکہ غریب انسان کو ہر چیز جلدی ہضم ہو جاتی ہے اس لیے اس کو یہ مال دینا مناسب ہوگا۔

زکاۃ کے مال کو غریب کو دینا اس مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح فلٹر مشین میں گندا پانی ڈال کر پانی کو فلٹر کر دیا جاتا ہے اسی طرح غریب انسان بھی گویا کہ اس مال کو فلٹر کرنے کی ایک مشین ہے جس کے

www.abulhasanalinadwi.org

اندر یہ گندا مال اگر کوئی شخص ڈال دے تو وہ اس کے پاس جاتے ہی فلٹر ہو جائے گا، یعنی اب وہ جس کو چاہے اس کے اوپر اس مال کو استعمال کر سکتا ہے کیونکہ اس نے اپنے فاقہ اور غریبی کی مشین میں ڈال کر اس گندے مال کو فلٹر کر دیا ہے، البتہ اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ایسا مال مالدار انسان کو نہ دیا جائے، بلکہ فقراء کو دیا جائے۔

فوائد زکاۃ

معلوم یہ ہوا کہ زکاۃ انسان کو پاک صاف کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جو کہ ایک انسان کو ترقی دیتی ہے، اور بلند کرتی ہے کیونکہ انسان پیسہ اور دنیا کی محبت میں اس قدر گرفتار ہے کہ اس سے نکلنا آسان نہیں ہے، لہٰذا اسی محبت کو دل سے نکالنے کے لیے حکم دیا گیا کہ جو شخص زکاۃ دینے کی استطاعت میں ہو وہ اپنے مال سے ڈھائی فیصد ہر حال میں نکالے، اور ڈھائی فیصد اس مقدار میں رکھا گیا ہے کہ کسی پر بوجھ نہ پڑے، جس کے ساتھ بے شمار فوائد بھی وابستہ ہیں، مثلاً: جو شخص زکاۃ دیتا ہے اس کا فقر ختم ہو جاتا ہے، اس کا دل سکون پا جاتا ہے، اس کے بچوں کی پرورش اچھی ہوتی ہے، آپس میں محبتیں پیدا ہوتی ہیں، ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوتا ہے، یہاں تک کہ دنیا کی کدورتوں کے ضمن

www.abulhasanalinadwi.org

میں جو برائیاں انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں وہ بھی دور ہوتی چلی جاتی ہیں یعنی حسد، کینہ، تکبر، گھمنڈ وغیرہ تمام چیزوں کا ازالہ ہو جاتا ہے، غرض کہ زکاۃ ادا کرتے رہنے کے لامتناہی فوائد ہیں، معلوم یہ ہوا تمام خوبیوں کے حصول اور برائیوں سے نجات پانے کا حل یہ ہے کہ انسان کے دل سے دنیا اور پیسہ کی محبت نکل جائے، اور اس کے نکالنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کے فریضہ کی شکل میں عنایت فرمایا ہے۔

رفع درجات کے طریقے

دنیا کی محبت کو دل سے نکالنے کا دوسرا اہم ذریعہ صدقات نافلہ کے ادا کرنے کا ہے، اور تیسرا درجہ دوسروں کو ہدایا و تحائف دینے کا ہے، یعنی اللہ کے نیک بندوں کو کھانا کھلانا، ہدیہ دینا، اور اس کے بعد اس سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کا جو کچھ مال ہے وہ سب اللہ کے راستہ میں دے دیا جائے، کیونکہ یہ صدیقی مقام ہے، اس لیے کہ جب رسول ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے معلوم کیا کہ اس وقت اللہ کے راستہ میں کیا لے کر آئے ہو؟ اور کیا اپنے پیچھے گھر میں چھوڑ کر آئے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں، باقی سب آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں، لیکن اس بات پر

www.abulhasanalinadwi.org

رسول ﷺ نے ان سے کچھ مواخذہ نہیں فرمایا، حالانکہ بعض صحابہ نے اپنا سب مال دینا چاہا تو آپ نے سخت الفاظ فرمائے کہ سب دے دو گے تو خود کیا کھاؤ گے؟ لیکن جب حضرت ابوبکرؓ اپنا تمام مال لائے تو آپ نے کچھ بھی نہیں فرمایا، اسی طرح جب حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، تو اپنے گھر کا تمام مال ساتھ لے گئے، چنانچہ جب ان کے والد صاحب نے ان کی بیٹیوں سے معلوم کیا کہ کچھ باقی بھی رکھا ہے یا سب لے گئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بہت کچھ چھوڑ کر گئے ہیں اور دلیل کے طور پر اینٹوں کی پوٹریوں کو باندھ کر ان کے ہاتھوں کو اس کے اوپر سے پھرا دیا چونکہ وہ نابینا تھے اس لیے چھو کر انہوں نے یہ محسوس کیا کہ واقعی مال رکھا ہوا ہے، حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال اللہ کے رسول ﷺ کے راستہ میں لگا دیا تھا، اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والے کے گھر کے افراد کا بھی اسی قدر ایمان کے درجہ پر فائز ہونا ضروری ہے، اسی لیے صحابہ کرام میں ہر ایک کو اللہ کے رسول ﷺ نے یہ اجازت نہیں دی تھی۔

حضرت شاہ علم اللہ صاحبؒ اپنے زمانہ کے بڑے متبعین سنت میں شمار کیے جاتے تھے، حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کو آپ سے خاص تعلق تھا، اس نے ایک مرتبہ کچھ جاگیر کو متعین کر کے آپ کی خدمت میں اپنا

www.abulhasanalinadwi.org

فرستادہ بھیجا کہ آپ اس کو قبول فرمالیں، لیکن حضرت شاہ علم اللہ صاحبؒ نے اس کو قبول کرنے سے منع فرمادیا، چنانچہ وہ فرستادہ ان کی اہلیہ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور عرضی پیش کی، تو انہوں نے جواب دیا: میرے رزق کا ذمہ شاہ علم اللہ کے ذمہ ہے، اورنگ زیب کے ذمہ نہیں ہے، لہٰذا آپ کو اس کے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، معلوم ہوا وہ اللہ کے بندے دونوں ہی اس مقام پر تھے، اس لیے ان کو فاقہ کشی کی زندگی گزارنے میں ذرا بھی تردد نہیں ہوا، اور یہ سلسلہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے زمانہ تک ممتد رہا، کیونکہ ان کے گھر والے بھی اسی مقام پر فائز تھے، البتہ حضرت سید احمد شہیدؒ نے اپنے زمانہ میں اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! اہل بیت پر رزق میں وسعت عطا فرما، اور اللہ نے ان کی اس دعا کو قبول فرمایا، چنانچہ اس کے بعد رزق میں وسعت پیدا کردی گئی، ورنہ اس سے پہلے اللہ والوں نے گولر کے کواب بنا کر کھانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

خیر کے کاموں میں خرچ

اسلامی شریعت میں مال کو بسا اوقات جان سے پہلے رکھا گیا ہے تاکہ اس کے خرچ کرنے کی اہمیت وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے موجود رہے مثلاً:

﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

www.abulhasanalinadwi.org

وَأَنفُسِهِمْ﴾ (التوبہ:۸۸)

(اوران کے ساتھ ایمان والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا)

معلوم ہوا جہاد اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے، یعنی پہلے مال پھر جان، اور مال ہر شخص دے سکتا ہے البتہ یہ الگ بات ہے کہ کوئی تھوڑا دے یا زیادہ دے، وہ انسان کے اخلاص پر مبنی ہے، کیونکہ اس میں حیثیت نہیں دیکھی جاتی کہ کتنا دیا گیا ہے، بلکہ نیت دیکھی جاتی ہے، اس لیے اگر کوئی ایسا شخص ہے جس پر زکاۃ واجب نہیں البتہ وہ شخص اپنی حیثیت کے مطابق صدقہ دیتا ہے تو اس کی تمام پریشانیاں بھی کافور ہوجائیں گی، اس لیے کہ کسی غریب کی پرسان حالی کرنا بہت بڑے ثواب کا ذریعہ ہوتا ہے جو بسا اوقات انسان کو بڑی بڑی طاعات سے ملنا بھی مشکل ہوجاتا ہے، اسی لیے حضرت مولانا علی میاں ندویؒ فرماتے تھے: بعض لوگ وہ ہیں جو حج پر حج کرتے ہیں اور عمرہ پر عمرہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے پڑوس میں بھوکا شخص رہتا ہے، اور ان کے پڑوس کی بیٹی کنواری بیٹھی ہوتی ہے، تو ایسے شخص کو چاہیے کہ ایسے مواقع پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کرے، تاکہ غریب کی حاجات بھی پوری ہوجائیں اور اس کو بھی ثواب عظیم حاصل ہوجائے، لیکن یاد رہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

آدمی اس میں بھی اپنے اندر کی خواہش کی تکمیل نہ کر رہا ہو، جس سے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔

مومن کی شان

حضرت سید احمد شہیدؒ کا واقعہ ہے کہ جب آپ نے سفر حج کا ارادہ فرمایا تو آپ کو راستہ میں تبت کے دو لوگ ملے، جنہوں نے آپ کے ساتھ سفر حج پر جانے کی اجازت چاہی، تو آپ نے دریافت کیا: کیا تم پر حج فرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، آپ نے فرمایا: تو آپ اپنے علاقہ میں دعوت کا کام کیجئے جو اس وقت آپ کے لیے شدید ضروری ہے، چنانچہ ان کے ذریعہ سے ان کے علاقہ میں عظیم الشان کام ہوا، اس لیے کہ سید احمد شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے یہ برکت عطا فرمائی تھی کہ آپ جو بھی فرماتے تھے، عام طور پر ویسا ہو جاتا تھا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ وقت کے لحاظ سے جو چیز مناسب ہو اس کا انجام دینا بھی ایک مومن کی شان ہے۔

برکات کا راز

زکاۃ ادا کرنے میں اس بات کا خاص خیال رہے کہ انسان جب زکاۃ ادا کرے تو اس کو خوش مزاجی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے، یہ سوچ کر ادا کرنا چاہیے کہ اس کے ذریعہ سے اس کا مال محفوظ ہو جائے گا، لیکن زکاۃ دینے

www.abulhasanalinadwi.org

سے قبل آج کل کے دور میں صحیح واقف کار لوگوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی ادا کرنا چاہیے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ادا کی ہوئی زکاۃ غلط مصرف میں استعمال نہ ہو جائے، غرض کہ اگر انسان ان تمام چیزوں کی رعایت کر کے زکاۃ نکالے گا تو اس کا دل بھی پاک ہو جائے گا اور مال بھی پاک ہو جائے گا، اور جب مال پاک ہو جائے گا تو مال میں برکت آجائے گی، اس لیے کہ اللہ پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے:

"لا یقبل اللّٰہ الا الطیب"(۱)

(اللہ تعالیٰ طیب چیز ہی قبول فرماتا ہے)

معلوم ہوا کہ ہماری کمائی بھی صحیح ہونی چاہیے، پھر زکاۃ بھی اس کی پوری پوری دینی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ ڈنڈی مار لیں، جس طرح کھانے کمانے میں ڈنڈی مارتے ہیں، کیونکہ یوں بھی شریعت نے خود ایسا حکم دیا ہے جو کہ زیادہ بوجھ والا نہیں ہے، بلکہ متعین کر دیا ہے کہ جس کے جانور زیادہ ہیں تو اس کی زکاۃ آمدنی سے نکالنی ہے، اگر کسی کے پاس مال تجارت ہے تو اس میں زکاۃ نکالنی ہے، اس کے علاوہ مال کے پیداوار کی جو مختلف شکلیں ہیں ان سب کی زکاۃ متعینہ نکالنا ہے، لہٰذا جس کے پاس جس نوعیت کا مال ہو اس کو چاہیے کہ اس کا حساب لگانے کے بعد علماء

(۱) شعب الایمان للبیهقی: ۳۳٤٦

www.abulhasanalinadwi.org

سے پوچھ کر زکاۃ ادا کرے، جس کے ذریعہ سے اللہ اس کے دل ودماغ کو پاک کردے گا اور جب پاک کردے گا تو انسان کا سارا ٹینشن ختم ہوجائے گا، کیونکہ آج نہ جانے ہم کتنی باتیں ٹینشن کی کرتے ہیں اور پھر ڈاکٹر کے پاس علاج کراتے ہیں، حالانکہ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ آج ہم زکاۃ جیسے فریضہ کو بھولے ہوئے ہیں۔

پریشانیوں کا علاج

ایک صاحب میرے پاس تشریف لائے اور معلوم کیا: مجھے زکاۃ نکالنا ہے اور میرے پاس کچھ سود کا پیسہ ہے کیا میں اس کو بھی زکاۃ میں شامل کرسکتا ہوں؟ ہم نے جواب دیا: نہیں، کیونکہ وہ عین نجس مال ہے جو سرے سے پاک ہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اسی مال کو قبول فرماتا ہے جو پاک ہوتا ہے تو ایسے مال سے زکاۃ دینا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

اسی طرح ایک صاحب نے دریافت کیا: میرے گھر والے بہت دنوں سے بیمار ہیں کسی طرح ٹھیک ہی نہیں ہورہے، کیا کوئی آسیب وغیرہ کا اثر تو نہیں ہے؟ ہم نے معلوم کیا: کیا آپ نے زکاۃ ادا کردی؟ جواب دیا: نہیں، ہم نے کہا: یہی نتیجہ ہے کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا تھا اس کے باوجود تم نے اس کو غرباء تک اور اس کے مستحقین

www.abulhasanalinadwi.org

تک نہیں پہنچایا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے تمہارا آرام وسکون سلب کرلیا، لہٰذا پہلے زکاۃ ادا کیجئے۔

آج کل لوگ زکاۃ ادا کرتے نہیں ہیں اور صدقہ دیتے نہیں ہیں، اس لیے ان سارے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور جو خود ان کے ضروری خرچ ہیں وہ نہیں کرتے ہیں، ضروری خرچ میں بیوی کا خرچہ بھی ہے، کیونکہ زکاۃ ادا کرنے کے بعد ایسا نہیں ہے کہ بیوی کو بھوکا مارو، یا اس کے نان ونفقہ میں کمی کردو، بلکہ اس کا اتنا ہی نان ونفقہ ہوگا جتنی آپ کی حیثیت ہے، اسی لیے جو لوگ اس میں کمی کرتے ہیں ان کے ٹینشن میں بنیادی سبب یہی مضمر رہتا ہے، حالانکہ یہ بھی ایک فرض چیز ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے، چہ جائیکہ انسان گھر کے باہر دوستوں میں خوب خرچ کرے، لیکن جو ضروری اور فرض ہے وہ ادا نہیں کرے، غرض کہ یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ فرض فرض ہے، جس کو ادا کرنا ہی کرنا ہے، اور اگر فرض ادا نہیں کیا، تو نوافل کی کتنی ہی تعداد ہو اس کی حیثیت فرائض کی ادائیگی کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتی ہے، مثلاً: کوئی شخص کسی آفس میں ملازمت کرتا ہے لیکن ڈیوٹی کے وقت میں پابندی نہیں کرتا، بلکہ خارجی اوقات میں ڈیوٹی کو ترجیح دیتا ہے تو اس کا مالک چند ہی دنوں میں اس کو اس بات پر ٹوکنے کے لیے مجبور ہوجائے گا کہ وہ ایسا نہ کرے بلکہ ڈیوٹی کے ٹائم میں ڈیوٹی ضرور انجام

www.abulhasanalinadwi.org

دے، البتہ اس کے علاوہ اگر کام کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے بعد کرسکتا ہے جس کی حیثیت گویا کہ نوافل کی ہوگی، جس کے ذریعہ سے وہ اپنے مالک کا قرب بھی حاصل کرسکتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص بغیر ڈیوٹی کو انجام دیئے ہی نوافل کی پابندی کرے تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو زکاۃ کا ایسا دقیق نظام عطا فرمایا ہے جس کے بے شمار فوائد ہیں، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے "ارکان اربعہ" میں اس کی بے شمار حکمتیں بھی بیان فرمائی ہیں، البتہ یہ موٹی بات ہے جس کو یہاں بیان کیا گیا کہ زکاۃ انسان کے تزکیہ کا موثر ذریعہ ہے، جیسے نماز کی ایک خوبی ہے، اسی طرح زکاۃ کے اندر بھی ایک خاص کمال ہے اور روزہ کے اندر بھی ایک خاص کمال ہے، جن کو تفصیل کے ساتھ سابقہ صفحات میں ذکر کیا جاچکا، البتہ زکاۃ کے اس باب کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوا کہ اگر ہم نفس کا صحیح تزکیہ کرنا چاہتے ہیں اور دنیا کی محبت جو کہ ہر برائی کی جڑ ہے اس سے بھی بچنا چاہتے ہیں تو ہم کو اپنے دل سے پیسہ کی محبت کو نکالنا ہوگا، جس کا مؤثر ذریعہ زکاۃ کا ادا کرنا ہے، اور دوسرے درجہ میں صدقات نافلہ کا اہتمام کرنا ہے اور اس کے بعد بزرگان دین کی

www.abulhasanalinadwi.org

خدمت میں زیادہ سے زیادہ ہدایا دینا ہے، کیونکہ یہ سب وہ اعمال ہیں جن سے دل کے اندر بیٹھی ہوئی مال کی محبت دور ہو جاتی ہے اور آخرت سے قرب نصیب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو زکاۃ وصدقات نافلہ کو ادا کرنے کی توفیق سے نوازے۔

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ

روزہ بھی اسلام کے ان پانچ بنیادی ستونوں میں ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے، جس کو حدیث میں "بنی الاسلام علی خمس" کہا گیا ہے یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے گویا کہ اسلام کی عمارت جو بڑی شاندار، حسین وجمیل، بلند وعظیم ہے، وہ پانچ کھمبوں پر قائم ہے، ان میں سے ایک شہادت، یعنی توحید اور رسالت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور رسول ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نمبر دو نماز اور اس کے بعد زکاۃ، اور روزہ، حج ہے، یہ پانچ چیزیں ہیں، جن میں سے پانچوں کی الگ الگ خصوصیات ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ احکامات ہیں۔

اسلام میں توحید کو بنیادی حیثیت کا مقام حاصل ہے، اس لیے کہ اس کے بغیر آدمی میدان عمل میں نہیں آسکتا، معلوم ہوا کہ اگر انسان کو میدان عمل میں اترنا ہے تو کلمہ طیبہ پڑھنا ہوگا، کیونکہ اسلام میں داخلہ کے لیے

www.abulhasanalinadwi.org

یہ کلمہ پڑھنا ضروری ہے، جس کو اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان جب بینک میں پیسہ جمع کرتا ہے تو بغیر کھاتہ کھلوائے جمع نہیں کیا جا سکتا، خواہ وہ پیسہ کم تعداد میں ہو یا وافر مقدار میں ہو، لیکن پیسہ کو جمع کرنے کے لیے انسان کا کھاتہ ہونا شرط ہے، اسی طرح انسان کے نیک عمل مقبول ہونے کے لیے عقیدۂ توحید کا وجود ضروری ہے، لیکن اس میں بھی یہ ہوگا کہ جس طرح انسان کھاتہ کھلوانے کے بعد بینک میں نقلی نوٹ جمع نہیں کر سکتا، بلکہ ہر نوٹ کو چیک کیے جانے کے بعد ہی جمع کیا جائے گا اسی طرح عقیدۂ توحید کے پختہ ہونے کے بعد انسان جو بھی عمل کرے گا اس میں وہی عمل قبول ہوگا جو خالص اور اصلی ہوگا، یعنی ریاکاری اور حرام مال کے ذریعہ کیے گئے صدقہ کو قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ اسی عمل کو قبول کیا جائے گا جو خالصۃ لوجہ اللہ کیا گیا ہو۔

دوسری چیز نماز ہے جس کے متعلق آتا ہے کہ نماز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس کو یاد کرنے کی خاص صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں، اور جو شخص جس قدر ان باتوں کا اہتمام رکھے گا اس کی نماز کا درجہ بھی اسی قدر بڑھتا جائے گا، اس کے بعد زکاۃ کا درجہ ہے جو کہ واجب ہونے پر ہر شخص کو ادا کرنا ضروری ہوتی ہے، ورنہ اس پر سخت وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں۔

اس کے بعد حج کا مرتبہ ہے، جو کہ کیفیات اور جذبات کی تسلی و تشفی کا

www.abulhasanalinadwi.org

سامان ہے اور صحیح جگہ پر جذبات و کیفیات کو لگانے کا کام ہے، معلوم ہوا انسان کی جذباتی و کیفیاتی پیاس کو بجھانے کا حج عمدہ ذریعہ ہے۔

بقامت کہتر بقیمت بہتر

جہاں تک روزہ کا تعلق ہے، وہ ایک الگ انداز رکھتا ہے گویا کہ روزہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کا زیادہ سے زیادہ تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ روزہ کا سہارا لے کر اللہ تعالیٰ کا تقرب بآسانی حاصل کر سکتا ہے، اس لیے کہ روزہ تقرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جو اس امت کو دنیا کی دوسری قوموں سے آگے بڑھنے کے لیے نعمت کے بطور عطا فرمایا گیا، کیونکہ دنیا میں جو پہلی قومیں گزری ہیں ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اور اسی لیے ان کے اعمال بھی زیادہ ہوتے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگوں کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اسّی اسّی سال اس طرح گزارے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی انہوں نے اللہ کی نافرمانی نہیں کی، اسی لیے ان لوگوں کے اعمال کو دیکھ کر صحابہ کرام کو رشک آیا کہ وہ تو بہت آگے چلے جائیں گے اور چونکہ ہماری عمریں بھی اتنی زیادہ نہیں ہوں گی تو ہم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی عمروں کو کم ہونے کے باوجود بھی کم

www.abulhasanalinadwi.org

اعمال پر زیادہ ثواب دینے کا وعدہ فرمادیا، اور سابقہ امم کے بزرگان دین کے وہ اعمال جو انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو انہی اعمال پر ملنے والے ثواب کا وعدہ ایک ہی رات (لیلۃ القدر) میں دینے کا وعدہ فرمادیا، اور روزہ رکھنے کا حکم دیا جس میں ایک فرض کے ادا کرنے کے ثواب کو ستر (۷۰) فرائض کے برابر قرار دیا گیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خاص طور پر کچھ مزید ایسے نسخے بھی دے دیئے جن کو اگر کوئی استعمال کرلے تو روحانی اعتبار سے اس کو بلند مقام حاصل ہوجائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس کو سب کچھ اختیار ہے کہ جس کو جس قدر چاہے اتنا ہی نواز دے۔

روزہ کی حکمت

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(البقرۃ:۱۸۳)

(اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقوی آجائے)

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان کا روزہ اللہ نے اس لیے بھی فرض کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ اگر بندوں پر کوئی حکم فرض نہ کیا جائے، تو محض تعلیم دینے میں بندے سست روی بھی اختیار کریں گے لیکن جب کسی چیز کو فرض قرار دے دیا گیا تو ادائیگی لازم ہو جائے گی، اسی لیے رمضان کے روزوں کو فرض قرار دیا گیا اور اس کے علاوہ فرما دیا گیا کہ اگر کوئی مزید روحانیت میں بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھ سکتا ہے، محرم میں دو روزے رکھ سکتا ہے، شوال کے چھ روزہ رکھ سکتا ہے، جس پر بہت ثواب بھی رکھا گیا ہے، اور اس سب سے بڑھ کر صیام داودی ہے کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن نہ رکھا جائے، جس پر اگر کوئی شخص پابندی کر لے تو اس کے ثواب کی انتہاء ہی نہیں ہے۔

عربی میں "صوم" کا لفظ ان گھوڑوں کے لیے بولا جاتا ہے جو ریس کے لیے لائے جائیں، اور ان کو سدھانے کے لیے کچھ روز تک ان کا کھانا بند کر دیا جائے، تاکہ وہ اچھی طرح سے دوڑ کے لیے تیار ہو جائیں، لیکن چند دنوں کے بعد ان کو بتدریج کچھ کچھ غذا دیتے ہیں تاکہ ان گھوڑوں کے مقابلہ میں جو کھاتے پیتے ہیں یہ گھوڑے آگے نکل جائیں، لہٰذا ایسے گھوڑوں کو عربی میں "الفرس الصائمة" کہا جاتا ہے یعنی روزے دار گھوڑے، اسی طرح ہمارے لیے بھی یہ روزہ جس کو عربی میں "صوم" کہا

www.abulhasanalinadwi.org

جاتا ہے ہماری روحانی زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیئے ہیں، یعنی اگر ہم چند گھنٹے کے لیے کچھ دنوں کو اپنے کھانے پینے اور دوسری چیزوں سے باز رہیں تو روحانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کرلیں گے، اور روحانیت کے میدان میں تیز رفتار کے ساتھ دوڑ لگالیں گے لیکن اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ ہمارے اوپر زیادہ بوجھ نہ ہو، کیونکہ انسان جب دوڑ لگاتا ہے تو سارے سامان کو یہاں تک کہ اپنے ضروری کپڑوں کے سوا ہر چیز کنارہ رکھ دیتا ہے تاکہ صحیح طرح سے دوڑ سکے، لہٰذا اسی طرح ہم کو روحانیت کے میدان میں دوڑنے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ ہم اپنے گناہوں کا بوجھ اتار دیں تاکہ دوڑنے میں آسانی ہوسکے، اسی لیے روزہ کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ، اور تقویٰ کا فائدہ یہی ہے کہ وہ گناہوں کو ہٹاتا چلا جاتا ہے۔

تقویٰ کے درجات وفوائد

تقویٰ کے بہت سے درجات ہیں، پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان شرک جیسی مہلک بیماری اور گندے بوجھ سے بری ہوجائے جو انسان کو دھنسا دیتا ہے، تباہ کردیتا ہے، اپاہج بنا دیتا ہے، زمین دوس کردیتا ہے، اور اس کے بعد تقویٰ کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان توہمات اور خرافات سے

www.abulhasanalinadwi.org

محفوظ رہے، پھر اس کے بعد تقوی کا درجہ یہ ہے کہ انسان گناہ چھوڑتا چلا جائے جس کے چھوڑنے سے طبیعتیں ہلکی ہو جاتی ہیں، اور آج کل لوگوں کی طبیعتوں کے بوجھل ہونے کا بڑا سبب یہی ہے کہ انسان گناہوں اور رسم وخرافات میں اس قدر مبتلا ہو چکا ہے کہ ہر طرف سے پریشانیوں کا خود بخود شکار ہوتا چلا جاتا ہے، حالانکہ اگر وہ گناہوں اور بے جا رسومات کی تقلید کو ترک کر دے تو انسان کی طبیعت خود بخود ہلکی ہو جائے گی۔

غرض کہ مذکورہ بالا آیت میں یہ وضاحت کر دی گئی کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے، یعنی ان روزوں کا اس امت کے لیے فرض ہونا کوئی انوکھی بات نہیں ہے، یا یہ کوئی نیا روزہ نہیں ہے، کیونکہ روزہ یہودی بھی رکھتے تھے، عیسائی بھی رکھتے تھے اور ہندوستان میں ہندو مذہب کے ماننے والے بھی ''برت'' کے نام سے روزہ رکھتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج تمام مذاہب کے ماننے والوں نے روزہ کی شکل کو بگاڑ دیا ہے، سوائے مذہب اسلام کے، اسی لیے روزہ اصلاً یہی ہے جو اسلام کا دیا ہوا ہے اور اصلاً یہی وہ روزہ ہے جو دوسرے مذاہب میں بھی موجود تھا، اسی لیے مذکورہ آیت میں کہا جا رہا ہے کہ پہلوں پر بھی فرض کیا گیا ہے اور تم پر بھی کیا جا رہا ہے، لہٰذا گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان کے روزوں کی فرضیت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ قُرَيْشاً كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. (۱)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے روزہ رکھنے کا حکم فرمادیا، یہاں تک کہ رمضان کے روزوں کو فرض قرار دے دیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب جو چاہے اس

(۱) صحیح البخاری: ۱۸۹۳

www.abulhasanalinadwi.org

دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے وہ نہ رکھے۔

فائدہ:- عاشوراء کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی، جس کی یادگار میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے، لہٰذا جب اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے مقابلہ میں اس بات کے ہم زیادہ حق دار ہیں، اس لیے کہ یہ لوگ تو موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کر رہے ہیں ان کی تعلیمات کو بھی بدل چکے ہیں، یہ صرف نام لے کر غلط فائدے اٹھا رہے ہیں، لیکن وہ ہمارے بھائی ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: میں زیادہ حق دار ہوں، لہٰذا آپ نے سب کو حکم دے دیا کہ دس محرم کا روزہ رکھیں، یہی وجہ تھی کہ رمضان سے پہلے عاشوراء کے دن کا روزہ فرض تھا لیکن جب رمضان کا حکم آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب عاشورہ کا روزہ واجب نہیں ہے بلکہ اختیاری ہے، البتہ رمضان کے روزے سب کو رکھنے ہوں گے، گویا اس طرح رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان کی برکت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

فائدہ:- اللہ تعالیٰ نے انسان کے واسطے روزے کو آسان کرنے

(۱) صحیح البخاری: ۱۸۹۹

www.abulhasanalinadwi.org

کے لیے جو اسباب ہو سکتے تھے ان کو مہیا فرما دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دار الاسباب بنایا ہے، اس لیے ایسے اسباب بھی رکھ دیئے ہیں تاکہ جو سنت کے متبعین ہیں ان کو روزہ رکھنے میں پریشانی نہ ہو، لہٰذا جتنی چیزیں رخنے ڈالنے والی ہیں ان سب چیزوں کو روزہ میں بند کر دیا گیا یعنی جو سرکش شیاطین ہیں ان کو قید کر دیا گیا، شیطان اس طور پر باندھ دیئے جاتے ہیں کہ وہ روزہ داروں کو نقصان نہیں پہنچا پاتے، اس کے علاوہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں، اس میں دروازوں کے کھول دیئے جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنت سے ایک خاص قسم کی ہوا آنے لگتی ہے جس کی کیفیت اگرچہ ہر شخص محسوس نہیں کرتا لیکن جو اہل اللہ ہیں وہ ضرور محسوس کرتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جو برے اثرات پڑ رہے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

جس طرح مسجد میں ایکوا سٹ فین لگنے یا اے سی کے لگنے سے انسان کو گھٹن سے راحت محسوس ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ تعداد میں اے سی یا ایکوا سٹ فین لگا ہوا ہوتا ہے اسی قدر راحت محسوس ہوتی ہے بالکل اسی طرح جنت کی خوشگوار ہوا پانے کا معاملہ ہے کہ انسان جس قدر اپنا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے اس کو اسی قدر راحت قلبی کا مزا حاصل ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت رائے پوریؒ کا حال

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے متعلق آتا ہے کہ آپ پورے رمضان کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ بمشکل ایک یا آدھی پیالی چائے پیتے تھے، چنانچہ حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ نے ایک دن عرض کیا: اس طرح سے بہت کمزوری آجائے گی، لہٰذا حضرت نے جواب دیا: عبد القادر! حقیقت تو یہ ہے کہ اس حال میں مجھ کو جنت کا مزا آرہا ہے، معلوم ہوا اصلی روزہ کی لذت اگر کسی کو نصیب ہوجائے تو اس کو دنیا ہی میں جنت کا مزا محسوس ہوگا، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ انسان بری بات کہنے، جھوٹ بولنے سے، زبان کے غلط استعمال سے بھی محفوظ رہے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ کی جزا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ لَهُ، الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا الیٰ سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: "اِلَّا الصَّوْمُ، فَإِنَّهُ لِیْ وَأَنَا أَجْزِیْ بِهٖ، یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ أَجْلِیْ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ، وَلَخُلُوْفُ فِیْهِ أَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کے ہر عمل کو بڑھایا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک نیکی دس کے برابر

(۱) صحیح مسلم: ۱۱۵۱

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزہ کے، تو وہ میرے لیے رکھا گیا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، وہ اپنی شہوت، اپنے کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اس کے افطار کے وقت، اور دوسری خوشی بندے کے اپنے رب سے ملاقات کے وقت، اور یقیناً روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

فائدہ:- روزہ انسان کو روحانی اعتبار سے آگے بڑھانے کے لیے بہترین ذریعہ ہے، اور انسان کو گناہوں کے بوجھ سے ہلکا کرنے کا بہترین نسخہ ہے، کیونکہ بقیہ فرائض کی ادائیگی میں عموماً لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے، لیکن روزہ ایسی چیز ہے کہ اس کی ادائیگی کا سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ جب انسان سحری کھاتا ہے اور وضو کرتا ہے تو اگر چپکے سے تھوڑا سا پانی بھی پی لے، تو کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے پانی پیا ہے، لیکن بندہ ایسی غلط حرکت نہیں کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، جس سے اونچی بات کچھ نہیں ہو سکتی کہ مالک خود کہہ رہا ہے کہ ہر چیز کا بدلہ گویا کہ ناپ تول کر دیا جائے گا، لیکن جب اس کا نمبر آئے گا تو اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

بدلہ میں خود اپنے اعتبار سے دوں گا، اسی لیے حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس کا ترجمہ یوں بھی لکھا ہے کہ "روزہ کا بدلہ میں (اللہ تعالیٰ) خود ہوں"۔

اسی طرح یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے، یہ بھی محبت کی بات ہے، کیونکہ جس کو جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے تو اس کو اس کے اندر بد بو محسوس نہیں ہوتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ دار کون؟

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ أَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے روزہ کی حالت میں بھی جھوٹی بات کہنا اور اس پر عمل ترک نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا، پینا ترک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو روزہ کی حالت

(۱) صحیح البخاری: ۱۹۰۳

www.abulhasanalinadwi.org

سے اپنی زبان کی حفاظت خاص طور سے کرنا ضروری ہے، لیکن آج کل روزہ کی حالت میں بھی جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ بھی جاری رہتا ہے لہٰذا یہ بات واضح رہے کہ ایسے روزہ کا اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی اجر مرتب ہونے والا نہیں ہے، اسی لیے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنے روزہ کو روزہ بنائیں تو ان تمام باتوں کا خیال رکھنا پڑے گا تاکہ جنت کی ہواؤں کا خاص لطف ہم کو بھی حاصل ہو سکے، اور اگر ان باتوں کو نہیں چھوڑا گیا تو رمضان ہو یا کوئی بھی مہینہ ہو انسان کو کچھ بھی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص صحیح نیت کے ساتھ ان تمام باتوں سے پرہیز کرتے ہوئے اجر کی لالچ میں روزہ رکھے، تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا، مگر ایمان اور اجر کی تمنا شرط ہے، اور جو شخص اس نیت کے ساتھ روزہ رکھے گا تو اللہ اس کو روزے کی برکتیں ضرور عطا فرمائے گا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اس نیت کے ساتھ روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حج

حج بھی اسلام کے ان ارکان میں سے ہے جس پر اسلام کی بنیاد ہے، اللہ تعالیٰ نے ان تمام مسلمانوں پر جو صاحب حیثیت ہیں حج کو ضروری قرار دیا تا کہ وہ دربار الٰہی میں حاضر ہوں، کیونکہ حج محبت، وارفتگی اور عشق و سرمستی کا مظہر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو جذبات رکھے ہیں، ان جذبات کی تسکین کا سامان بھی خداوند قدوس نے مہیا کیا ہے، اور اگر ان جذبات کی تسکین کا سامان نہ ہوتا تو یہ دین مکمل اور ہر پہلو سے کامل نہ ہوتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو فطرت کے مطابق رکھا ہے اور مکمل طریقہ پر پورے عالم کے لیے عطا فرمایا ہے۔

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ﴾ (آل عمران:۹۷)

(اور اللہ کے لیے ان لوگوں پر جو صاحب استطاعت ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

حج کرنا ضروری ہے، لیکن اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے)

اللہ نے انسان کے اندر جذبات رکھے ہیں اور ان جذبات کو تسکین دینے کے لیے جگہ اور طریقہ بھی بتایا ہے، یعنی اس کے لیے اپنے گھر کو متعین کیا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ تمام لوگوں پر بیت اللہ کا حج ضروری ہے، بشرطیکہ وہاں تک سفر کرنے کی استطاعت ہو، لیکن اگر کوئی شخص استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتا ہے تو اس کے متعلق فرمایا گیا کہ ایسے شخص کا یہ عمل کافرانہ ہے، جس طرح زکاۃ کے سلسلہ میں یہ وعید ہے کہ اگر کوئی شخص زکاۃ ادا نہ کرے تو اس کے پہلوؤں کو آگ سے داغا جائے گا اور اس کا خزانہ اس کے لیے آگ بن جائے گا، اور اس کی زکاۃ بہت زہریلے سانپ کی شکل میں اس کو ڈنسے گی، ایسے ہی یہاں فرمایا کہ جو شخص حج کرسکتا ہے پھر بھی نہیں کرتا تو یہ بہت بڑی بے وفائی ہے، بڑی ناسپاسی ہے، بڑی ناشکری ہے، اور اس طرح کی ناشکری کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے میرا بھی کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے، البتہ اگر آپ آئیں گے تو آپ کا فائدہ ہے خدا کا کوئی فائدہ نہیں ہے، معلوم ہوا اگر کوئی سچا انسان ہے، اور وہ اپنے جذبات کو صحیح جگہ پر لگانا چاہتا ہے تو وہ حج کرنے جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

صدائے ابراہیمی

حج کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ کے گھر کی زیارت کے واسطے حج کرنے کی جو صدا لگائی تھی اور اس وقت جنہوں نے لبیک کہا تھا وہی لوگ آج تک اسی لبیک کہنے کے نتیجہ میں ہر سال دنیا بھر سے حج کرنے جاتے ہیں کیونکہ یہ صدائے ابراہیمی پر لبیک کہنے کا ایک مظہر ہے، لیکن دراصل اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اصل ندائے الٰہی تھی جس کو عام کرنے کا حکم حضرت ابراہیم کو دیا گیا تھا چنانچہ انہوں نے صدا لگائی تھی، یوں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

﴿ إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً ﴾(البقرة:١٢٤) (میں تم کو لوگوں کا مقتدی بناتا ہوں)

یہی وجہ ہے کہ حج کے تمام ارکان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادوں ہی کو تازہ کیا جاتا ہے، جس کو پوری دنیا کے لوگ ایک ہی طریقہ پر انجام دیتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو کسی قوم، یا برادری کا مقتدی نہیں بنایا تھا بلکہ تمام انسانوں کا امام بننے کا شرف عطا فرمایا تھا، لیکن اس مقام بلند کے حصول پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے دریافت کیا: کیا میری اولاد میں بھی امامت کا سلسلہ جاری رہے گا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: ہاں، مگر ظالمین اس عہد سے مستثنیٰ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

بیت اللہ کی نسبت

اللہ تعالیٰ نے حج کے اندر ایک محبت کی چنگاری رکھ دی ہے، کیونکہ اللہ ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، اگر یوں دیکھا جائے تو کعبہ صرف ایک سیاہ پوش عمارت ہے، لیکن قدرت الٰہی کا عجیب مظہر ہے کہ اللہ نے اس کو ایسا پر کشش بنا دیا ہے کہ بڑے بڑے پیکر حسن و جمال وہاں جا کر اپنے جمال و کمال کو، اپنے حسن کو یہاں تک کہ خود کو بھول جاتے ہیں، کیونکہ کعبہ ہر ایک کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کے اندر خاص کشش رکھی ہے، کیونکہ ساری باتیں نسبت سے ہوتی ہیں، اور کعبہ کی نسبت خدا سے ہے، اس لیے جہاں یہ نسبت آئی تو ایک دم آدمی کہاں سے کہاں پہنچ گیا، اور اس کا مقام اتنا بلند ہو گیا کہ اس تک کوئی پہنچ نہیں سکتا، کوئی گھر اس گھر کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اسی طرح قرآن مجید میں وہی الفاظ ہیں جو ہم اور آپ بولتے ہیں، اور زبان بھی وہی ہے جس میں لوگ بولتے ہیں لیکن چونکہ اس کو اللہ نے اپنا کلام بتایا ہے، اس لیے ایک خاص کشش اور جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے، حسن و جمال، رعنائی و دل ربائی ابھر کر آ جاتی ہے، اسی طرح یوں تو تمام انسان برابر ہیں لیکن جس کو اللہ نے کہا: میرا نبی، تو وہاں "میرا" کہنے ہی سے اس کا مقام بلند ہو گیا، اسی طرح کسی بندہ کو اللہ نے کہا "میرا ولی" تو فوراً اس کا مقام بلند ہو گیا، درحقیقت اسی کا نام

www.abulhasanalinadwi.org

نسبت ہے اور جب اللہ کی نسبت کسی چیز کو حاصل ہو جاتی ہے تو اس کا مقام بہت بلند ہو جاتا ہے، لہٰذا کعبہ کو بھی یہاں وہی نسبت حاصل ہے۔

عاشقی کا منظر

جن لوگوں کو کعبہ سے عشق ہے ان کے ایسے ایسے حالات بیان کئے جاتے ہیں کہ عام انسان ان کو سن کر ہی دنگ رہ جائے، ایک یمنی دوست سے حرم شریف میں میری ملاقات ہوئی، انہوں نے عجیب وغریب قصہ سنایا: ایک یمنی خاتون تھیں جن کو کعبہ سے عشق تھا اور عرصہ سے بے چین تھیں کہ کعبہ کی زیارت نصیب ہو جائے، لہٰذا یمن سے چلیں اور جب حرم شریف پہنچیں تو یہ کہتی ہوئی جا رہی تھیں

"أین بیت ربی" (میرے پالنہار کا گھر کہاں ہے؟)

جب وہ یہ کہتے ہوئے داخل ہوئیں، اچانک کسی نے ان سے کہا:

"ھذا بیت ربك" (اے خاتون! یہ تمہارے پروردگار کا گھر ہے)

اتنا سننا تھا کہ بس وہ چیخ مار کر بیت اللہ کی طرف دوڑی اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا:

"ھذا بیت ربی" (یہی میرے رب کا گھر ہے)

اور وہیں جان دے دی، بس ایک چیخ ماری اور انتقال ہو گیا، معلوم ہوا

www.abulhasanalinadwi.org

دنیا میں اللہ کے ایسے بھی بندے موجود ہیں، جو کہ اس کی محبت میں دیوانے ہیں، اور کعبہ سے ایسا غیر معمولی تعلق رکھتے ہیں۔

کعبہ کی برکت

کعبہ کے اندر اللہ نے غیر معمولی کرنٹ رکھا ہے، اگر اس کرنٹ سے ہمارا تعلق ہو جائے تو آدمی خود کشاں کشاں حج کی طرف چلا جاتا ہے، اسی لیے وہ لوگ جن کے پاس نہ سامان ہے، نہ اسباب ہیں، لیکن دل بے چین اور بے تاب ہے تو اللہ نے ان سے کہا: میرے گھر آجاؤ، اور ان کے لیے غیب سے ایسا انتظام ہوا کہ وہ وہاں پہنچ گئے اور اللہ نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ ان کو اس سے بہت فائدہ ہوا، کیونکہ اللہ نے کعبہ کے اندر ایک خاص کیفیت رکھی ہے جس کو محبت والے ہی جان سکتے ہیں، اسی لیے اللہ نے حج کو فرض بھی قرار دیا ہے تاکہ ہر شخص اس کی ادائیگی کی طرف متوجہ رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے لکھا ہے کہ دنیا اتنی حقیر اور پست و بے قیمت ہے کہ آسمان کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، لیکن چار چیزیں اللہ نے اس کے اندر ایسی رکھی ہیں کہ اس کی وجہ سے یہ دنیا آسمان والوں سے آنکھیں ملاتی ہے اور اس کے مقابلہ میں آجاتی ہے، جن میں سے ایک کعبہ بھی ہے، کعبہ ایسا ہے جس نے گویا کہ دنیا کو روک لیا ہے، جس طرح کشتی لنگر انداز ہو جاتی ہے اسی طرح دنیا کو اس نے لنگر انداز کر دیا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اسی وجہ سے قرآن میں کعبہ کو "قیاما للناس" کہا گیا ہے، اسی لیے روایات میں آتا ہے کہ جب تک "اللہ اللہ" کہنے والا دنیا میں کوئی شخص باقی رہے گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی، اور کعبہ کا سراپا مقصد ہی "اللہ اللہ" ہے، یعنی توحید کا قائم ہونا، البتہ جب ایک شخص بھی ایسا باقی نہیں رہ جائے گا تو دنیا ختم ہو جائے گی، اور اس وقت کعبہ بھی اٹھا لیا جائے گا، گویا کعبہ کو بھی اسی وقت تک باقی رہنا ہے جب تک دنیا رہے گی، معلوم ہوا کہ دنیا کی بقاء کعبہ سے وابستہ ہے، اور یہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر دنیا آسمان پر رشک کرتی ہے، لہٰذا اللہ نے ہر مسلمان پر حج کو لازمی قرار دیا ہے۔

غلط امور کی ممانعت

حج کے حکم کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیمات بھی دے دی ہیں کہ جب حج ادا کیا جائے تو خالص نیت کے ساتھ کرنا ضروری ہے، کوئی غلط کام راستہ میں نہیں ہونا چاہیے، اور کوئی بے تکلفی کی باتیں اس سے بھی نہیں ہونی چاہیے جس سے عام دنوں میں کرنا جائز ہوتا ہے، جس کو ﴿فلم یرفث﴾ سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی جس طرح کی باتیں آدمی اپنے گھر میں اپنی اہلیہ سے کرتا ہے وہ بھی سفر حج میں نہ کرے اور فسق وفجور کی کوئی بات نہ کرے اور جھگڑے وغیرہ کی بات بھی نہ کرے، جس کے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عموماً حج کے اندر ان چیزوں کے زیادہ

www.abulhasanalinadwi.org

امکانات رہتے ہیں، اس لیے کہ اللہ نے کعبہ کے اندر وہ کشش رکھ دی ہے کہ اتنے عرصہ سے وہاں ساری دنیا آرہی ہے اور وہاں مردوں اور عورتوں کا ازدحام ہوتا ہے، لہٰذا خدانخواستہ اگر وہاں کوئی غلط کام کی طرف مائل ہوجاتا تو وہاں زیادہ گناہ کا بھی خطرہ تھا، اس لیے احتیاطاً بالکل پابندی لگادی گئی، یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ آج تک ایسا کوئی ایک غلط واقعہ بھی پیش نہیں آیا، کیونکہ وہاں سارے مرد اور ساری عورتیں ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے بلکہ کعبہ کو دیکھتے ہیں، اور وہی ان کا اصل محبوب ہوتا ہے، گویا کہ اس وقت مرد عورتوں سے محبت کو اور عورتیں مردوں کی محبت کو بالکل بالائے طاق رکھ دیتے ہیں، اور دل ودماغ میں صرف ایک ہی محبت ہوتی ہے وہ ہے "کعبہ کی محبت"، اور اس کے پیدا کرنے والے کی محبت، اور کعبہ سے محبت اسی لیے ہے کیونکہ اس کو اس خدا سے نسبت ہے جس نے ہم سب کو بنایا ہے اور کعبہ کو یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے کھڑا کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دراصل اس کے اندر اسی وجہ سے خاص کردار ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن مراحل سے گزارا ہے وہ غیر معمولی مراحل ہیں، آپ نہایت عمدہ سرسبز وشاداب علاقہ کے

www.abulhasanalinadwi.org

رہنے والے تھے، لیکن آپ سے کہا گیا کہ جہاں کچھ پیدا نہیں ہوتا ہے اور وہ بالکل چٹیل میدان ہے، وہاں آپ اپنی بیوی، بچہ کو چھوڑ آیئے، چنانچہ انہوں نے بے چون وچرا وہاں اپنے بیوی بچہ کو چھوڑ دیا، اور دوسرے کارہائے نبوت کی انجام دہی کے لیے ان کو چھوڑ کر آگے چل دیئے، جب بیوی نے کہا: آپ کہاں جارہے ہو؟ آپ نے جواب دیا: جہاں اللہ کا حکم ہے، معلوم کیا: کیا اللہ کے لیے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ جواب دیا: ہاں، تو اہلیہ نے کہا:

"اذا لا یضیعنا"(۱) (تب اللہ ہم کو ضائع نہیں فرمائے گا)

اس کے بعد پھر ان کے ساتھ دیگر واقعات پیش آئے جن کو احادیث میں بھی ذکر کیا گیا ہے، کہ جب ان کا کھانا اور پانی ختم ہوگیا، اور وہاں نہ کھانا تھا نہ پانی تھا، کوئی چیز ہی نہیں تھی، نہ آدم نہ آدم زاد، اللہ اکبر!! تو بھوک لگنے پر حضرت اسماعیل نے وہاں پیاس کی وجہ سے رونا شروع کیا، لہٰذا حضرت ہاجرہ نے صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا شروع کیا، جو کہ دراصل دو پہاڑیاں تھیں جو اب بالکل ختم سی ہوگئیں ہیں، لیکن ابھی بھی کچھ کچھ معلوم ہوتی ہیں، جس پر لوگ دوڑتے ہیں، اور یہی وہ سعی ہے جو عمرہ اور حج دونوں میں ضروری ہے، کیونکہ یہ حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے، وہ اس لیے دوڑ رہی تھیں کہ ان کو کچھ پانی وغیرہ نظر آجائے، اس لیے بار

(۱) السنن الکبری للنسائی: ۸۳۷۹

www.abulhasanalinadwi.org

بار اترتی تھیں اور چڑھتی تھیں، بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وہاں مدد کے لیے بھیجا اور انہوں نے وہاں پانی کا ایک چشمہ جاری کیا، نہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھی سے چشمہ جاری ہوا جو کہ صحیح روایت نہیں ہے، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ کی یہ سعی کرنے کی ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو وہاں دوڑنے کا حکم دیا ہے کہ وہاں دوڑ کر چلا جائے، گویا کہ یہ ادائے ہاجرہ ہے جو سارے لوگوں کو کرنا ضروری ہے، اس لیے کہ یہ ساری علامتیں محبت سے تعلق رکھتی ہیں، اور محبت میں یہ نہیں پوچھا جاتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیونکہ اگر محبت والے سے پوچھا جائے گا تو اس کا جواب نہیں ہوگا، نہ ہی دلیل ہوگی، ایسے ہی یہاں پر یہ حکم ہے، لہٰذا اگر محبت ہے تو یہ عمل کرنا ہوگا۔

زمزم ایک معجزہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے لیے حکم الٰہی کے مطابق جاری کیا گیا چشمہ جس کو دنیا زمزم کے نام سے یاد کرتی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے، ساری دنیا آج اس کو استعمال کر رہی ہے، اور آج تک کوئی یہ پتہ نہیں لگا سکا کہ پانی کہاں سے آرہا ہے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مکہ میں زمزم کا کنواں صاف کیا جارہا تھا اور میں وہاں موجود تھا، تو میں نے وہاں کے لوگوں سے اس کے متعلق معلوم کیا، انہوں نے بتایا: ایک پتھر ہے

www.abulhasanalinadwi.org

جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانی نکل رہا ہے، اور اتنی تیزی سے نکل رہا ہے کہ اگر اس سے پانی نہ لیا جائے تو مکہ ڈوب جائے گا، اس لیے پانی لینا بھی ضروری ہے، گویا یہ بھی اللہ کی قدرت ہے، البتہ یہ کسی کو نہیں معلوم کہ وہ پانی کہاں سے آرہا ہے؟ اور یہی اس کا معجزہ ہے کہ جب سے جاری ہوا ہے آج تک جاری ہے، اس کو بند نہیں ہونا ہے وہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

اصل محبت کا مستحق

حج کا فریضہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار کا اچھا طریقہ ہے جس کے اندر انہی اداؤں کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو ان حضرات نے اللہ کے لیے کی تھیں، البتہ رسول ﷺ نے اس کی تکمیل بھی فرمائی ہے، اور اس میں کچھ چیزوں کا اضافہ فرمادیا ہے، جس کے بعد گویا کہ حج کا طریقہ مکمل ہوگیا ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات سے جو چیزیں ایک انسان کے لیے سیکھنا ضروری ہیں وہ یہی ہیں کہ انہوں نے اللہ کے لیے سرسبزی وشادابی کو چھوڑا اور بالکل چٹیل اور بنجر زمین اختیار کی، اور اس کی حکمت یہ تھی کہ سارا عالم سیراب ہوجائے، اور اس کے بعد جب حضرت اسماعیل علیہ السلام چلنے پھرنے کے لائق ہوگئے تو اللہ نے ان کے متعلق حکم فرمایا: ان کو ذبح کردو، حالانکہ وہ لڑکپن میں ہنس کھیل رہے ہیں اور والد سے مل کر بہت خوش ہورہے ہیں، لیکن ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

نے خواب میں ذبح کا حکم دے دیا، اور نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، چنانچہ انہوں نے حضرت اسماعیل کو بلا کر پوچھا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اب کیا کیا جائے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو کر گزریئے، چنانچہ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل (علیہما السلام) کو لے کر گئے اور ان کے گلے پر چھری چلانے کے لیے لٹا دیا، دراصل یہاں بھی وہی محبت کی بات ہے کہ جہاں اللہ نے یہ دیکھا کہ بیٹے سے زیادہ محبت بڑھ رہی ہے تو فوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا کہ اصل محبت کس کی غالب ہے؟ لیکن معلوم یہ ہوا کہ اصل محبت اللہ تعالیٰ ہی کی ان کے دل میں رچی بسی ہوئی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہی خالص محبت تھی جس نے ان کو ہر مقام پر اللہ کے لیے خالص رکھا، یہاں تک کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے فرمایا: میرے لیے میرا اللہ ہی کافی ہے، جس کی برکت یہ ہوئی کہ من جانب اللہ وہ آگ گلزار ہوگئی، حالانکہ آگ کے اندر خدا نے جلانے کی تاثیر رکھی ہے، لیکن چونکہ ہر چیز کی صلاحیت کا ہونا یا نہ ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس لیے اللہ نے جلانے کی تاثیر سلب کر لی، اور حکم دیا:

﴿ يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيمَ ﴾

(الأنبياء: ٦٩)

(اے آگ! ٹھنڈی ہو جا حضرت ابراہیم پر)

www.abulhasanalinadwi.org

شرک کی سنگینی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی غیر معمولی محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کا دل ہر ایک لیے نرم تھا، اور یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے والد کو بھی بہت چاہتے تھے، اور یوں بھی باپ باپ ہی ہوتا ہے، اور بیٹا بیٹا ہی ہوتا ہے، لہٰذا حدیث میں آتا ہے کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی وجہ سے جب اپنے والد کو دیکھیں گے تو یہ خیال آئے گا کہ یہ ہمارے والد ہیں اور جہنم میں جا رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے والد کو بہت برے جانور کی صورت میں تبدیل کر دے گا اور حضرت ابراہیم سے کہا جائے گا اب دیکھو، جب کہ وہ ایک جانور کی شکل میں تبدیل ہو چکے ہوں گے، کیونکہ اگر ان کو اسی شکل میں جہنم میں ڈالا جائے گا تو حضرت ابراہیم کو طبعی محبت کی وجہ سے نہایت قلق ہوگا اس لیے ان کو ایک جانور کی شکل میں تبدیل کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا، اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مشرک ہے تو اس کے لیے نجات اخروی کا حصول ناممکن ہے، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود بھی اپنے والد کو صرف اسی لیے نہ بچا سکے کہ وہ مشرک تھے، اور شرک اتنی خطرناک چیز ہے کہ کوئی اگر شرک میں مبتلا ہے تو اس کو بچایا نہیں جا سکتا، حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جانے کیسے کیسے مقامات بلند سے اللہ تعالیٰ نے

www.abulhasanalinadwi.org

سرفراز فرمایا، یہاں تک کہ آپ کو "خلیل" بھی بنایا، جس کا اردو زبان میں ترجمہ بھی مشکل ہے، البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دل کا دوست، جگری دوست بنایا، قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴾ (النساء: ۱۲۵)

(اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنالیا)

اس آیت کا ایک لطیفہ یہ ہوا کہ عرب میں ایک امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے اور نماز میں یہی آیات تلاوت فرما رہے تھے کہ اچانک پیچھے سے ایک بدو نماز میں بول اٹھا:

"اذا قرت عین أم ابراهیم" (تب تو حضرت ابراہیم کی ماں کو قرار آہی جائے گا)

گویا اس کو اس آیت میں اتنا لطف آیا کہ وہ بے ساختہ یہ کہہ بیٹھا، جب کہ اس طرح کہنے سے اس کی نماز خراب ہوگئی، لیکن جب بھی پیچھے سے اس نے یہ بات کہہ دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ مقام بلند اسی وقت حاصل ہوا ہے جب آپ ان تمام امتحانات سے گزر چکے تھے جو محبت کی راہ میں ہو سکتے ہیں، چنانچہ ان مراحل سے گزرنے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے سر

www.abulhasanalinadwi.org

پر پوری دنیا کی امامت کا تاج رکھ دیا، اور آخری پیغمبر کو انہی کی نسل سے برپا کیا گیا، یہ بھی گویا کہ اسی امامت کی ایک برکت ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملنے والی تھی، اس لیے کہ انہوں نے یہ دعا کی تھی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة:۱۲۹)

(اے اللہ! ان میں ایک ایسا نبی ہو جو تلاوت آیات کا کام کرے، اور تعلیم کتاب وحکمت کا بھی)

اللہ نے وہ دعا قبول کی، تو امامت اس طور پر چلی کہ پہلے بنی اسحاق میں چلی اور بنی اسحاق یعنی جب حضرت اسحاق کی اولاد نے نااہلی کی، اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستے کو بالکل چھوڑ دیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے چارج لے لیا، جن کو بعد میں یہودی کہا جانے لگا، یہ اصلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہی میں ہیں، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں، اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں، جن کے بارہ بیٹے ہوئے ہیں، اور انہیں سے یہ سب یہود کی شاخیں نکلی ہیں، لہٰذا جب انہوں نے نااہلی شروع کی، تو یہ امامت جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا ان کے دوسرے بیٹے کی شاخ میں متعین کر دی، یعنی

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کو یہ چارج دیا گیا، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کی شاخ میں حضرت رسول ﷺ پیدا ہوئے جن کو آخری نبی بنایا گیا گویا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امامت کی تکمیل آپ ﷺ کو عطا فرمائی گئی، اور اس طرح وہ کام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں شروع ہوا تھا، اس کو پائے تکمیل تک رسول ﷺ نے پہنچایا اور آخر میں اتمام حجت کے لیے یہ کہہ دیا گیا کہ

﴿ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (المائدۃ:۳)

(آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا)

گویا اب اسلام اس عروج کو پہنچ گیا کہ اب اس کو زوال نہیں آئے گا، اور اس کے اندر کتر بیونت نہیں کی جا سکتی اور جس اونچے مقام پر وہ پہنچ گیا اس سے نیچے نہیں لایا جا سکتا، یہ مقام اللہ نے اس کو عطا فرما دیا ہے اور دین مکمل کر دیا گیا، اور اس کے اندر ایسے قاعدے دے دیئے گئے کہ قیامت تک آنے والی انسانیت اس سے پوری طرح فائدہ اٹھا سکتی ہے اور صحیح راستہ پر چل کر منزل مقصود تک بآسانی پہنچ سکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حج کی فرضیت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَیُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَفِیْ کُلِّ عَامٍ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ، ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ، فَإِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی أَنْبِیَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو

(۱) صحیح مسلم: ۱۳۳۷

www.abulhasanalinadwi.org

ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو تم حج کرو، تو ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ اس بات پر آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین مرتبہ معلوم کی، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا، اور تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے تھے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسی پر اکتفا کرو جو میں تمہارے واسطہ چھوڑ کر جا رہا ہوں، اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ زیادہ سوالات کرنے اور اپنے انبیاء کے متعلق بے جا سوالات کرنے ہی میں ہلاک ہوئے ہیں، لہٰذا میں جب جس چیز کا حکم دوں تو اس کو لے لو، جتنا تم سے ہو سکے، اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کر دوں تو اس سے باز آ جاؤ۔

فائدہ: — مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آسانی فرما دی کہ زندگی میں حج کو صرف ایک ہی دفعہ فرض کیا ہے، اگر ہر سال ہوتا تو ہر ایک کا ادا کرنا مشکل ہو جاتا، اور آج کل لوگ زیادہ جاتے ہیں تو کتنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حج میں بھی بھیڑ زیادہ ہو رہی ہے، اسی لیے وہاں شرائط بھی لگائی جا رہی ہیں، کہ دوسرا حج کتنے دنوں بعد کیا جا سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عمرہ کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ کرنا دوسرے عمرے تک کے عرصہ کے لیے کفارہ ہوتا ہے، اور حج مبرور کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

فائدہ:- معلوم ہوا کہ عمرہ کی فضیلت اپنی جگہ پر بجا ہے لیکن حج مبرور کی کوئی جزا نہیں ہے سوائے جنت کے یعنی اللہ اگر کسی کے حج کو مقبول فرمالے تو اس کی جزا جنت ہے، لیکن بنیاد وہی ہے کہ حج اس انداز

(۱) صحیح البخاری: ۱۷۷۳

www.abulhasanalinadwi.org

سے کیا جائے کہ اس میں غیر اللہ کا شائبہ نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اصلاً دل کا حال اور دل میں چھپی نیت کو دیکھتا ہے، نہ کہ ظاہری اعمال کو، اسی لیے نہ جانے کتنے ایسے لوگ ہیں جو طواف کرتے ہوئے بھی حقیقۃً طواف میں نہیں ہوتے ہیں اس لیے کہ ان کا دل کہیں اور مشغول ہوتا ہے، اور کتنے لوگ ایسے ہیں جو طواف نہ کرنے کے باوجود بھی طواف کے ثواب میں رہتے ہیں، اس لیے کہ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد اور طواف کی تمنا سے معمور ہوتا ہے۔

نظر براہیمی ہو

حج کے اندر ہر شخص کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس کا دل بھی ادائے ابراہیمی کے نتیجہ میں ابراہیمی بن جائے، یعنی وہ غیر اللہ کو بالکل چھوڑ دے، اور جو واقعات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی زندگی میں پیش آئے ان کو بار بار ذہن میں تازہ کرتا رہے کہ آپ نے کس طرح اپنے آرام کو چھوڑا تھا، اور تکلیف والے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے، اور غیر اللہ سے محبت کو تیاگ دیا تھا، بلکہ صرف اللہ کی محبت کو ترجیح دی تھی، یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کو بھی چھوڑ کر اللہ کو اختیار کیا تھا، اور اس پر ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی غیر معمولی مدد آئی تھی، لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

حقیقت یہ ہے کہ ان تصورات کا استحضار عموماً بہت مشکل ہوتا ہے، جس کی طرف روشنی ڈالتے ہوئے علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

معلوم ہوا اگر براہیمی نظر پیدا ہو جائے اور ہم اس نظر سے کعبہ کو دیکھیں اور اسی نظر یہ سے حج کرنے جائیں تو وہ حج حج ہوگا، اور اس کے فوائد غیر معمولی مرتب ہوں گے، جس میں سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ آدمی پاک صاف ہو جائے گا، دھلا دھلایا ہو جائے گا، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو حج مبرور نصیب ہو جاتا ہے تو حج کرنے کے بعد ان کے حالات اچھے ہو جاتے ہیں، لیکن اگر اس کے برعکس ہوتا ہے تو بڑے خطرہ کی بات ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حج کا تحفہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے حج کیا اور اس میں کوئی غلط کام نہیں کیا اور نہ ہی کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ اس طرح حج سے لوٹے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اس کو جنا ہو۔

فائدہ:- اللہ تعالیٰ نے حج کا تحفہ پوری امت کو عطا فرمایا ہے، لیکن اب جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے جتنا تعلق ہوگا اور جیسی اس کے اندر محبت

(۱) صحیح البخاری: ۱۵۲۱

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگی اللہ اس کو ویسے ہی حج عطا فرمائے گا اور جو محبت میں غرق ہو کر حج کرتا ہے اس کے متعلق فرمایا گیا کہ اگر کوئی مرضیات الٰہی کے مطابق حج کی تکمیل کرتا ہے تو وہ اپنے گھر ایسا واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنا ہو، یعنی وہ آج ہی پیدا ہوا ہو، گویا کہ حج کے ذریعہ سے سارے گناہ ختم ہو جاتے ہیں، اور آدمی بالکل دھلا دھلایا، پاک صاف ہو کر وہاں سے واپس آتا ہے، یہ اللہ نے حج کی خاص خصوصیت رکھی ہے۔

تلبیہ کا مقصد

آدمی کو کوشش یہ کرنی چاہیے کہ جب دربار الٰہی میں حاضری دے تو پھر اس کے دل و دماغ، اس کے تصورات میں سوائے خدا کے کوئی موجود نہ ہو، بس وہ ہو اور اس کے خدا کی محبت اس کے دل میں موجیں مار رہی ہو، اسی لیے حج کی جتنی ادائیں ہیں وہ سب اسی محبت پر دلالت کرتی ہیں، اور اسی لیے یہ نعرہ بھی لگانے کا حکم دیا گیا ہے:

"لبیك اللّٰھم لبیك، لبیك لا شریك لك، لبیك، ان الحمد و النعمة لك و الملك، لا شریك لك لبیك"

جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے مالک ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ایک شرک یہ ہے کہ انسان غیر اللہ کو شریک کرے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرا شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کو دکھاوے کے لیے انسان کوئی کام کرے، لیکن دونوں شریک ہی مانے جائیں گے، اسی لیے تلبیہ میں بار بار "لاشریك لك" کا جولفظ ہے اس میں انہی دونوں باتوں کی تردید کی گئی ہے، لیکن آج کل شرک اس قدر لوگوں کی سرشت میں مل چکا ہے کہ لوگ ایسے مقامات مقدسہ کو بھی شرک سے خالی نہیں چھوڑتے، حج کے درمیان ایک صاحب کا واقعہ آتا ہے کہ ان کا ایک عرب نے دوران طواف ہاتھ پکڑا، کیونکہ وہ طواف کرتے ہوئے:

"لبیك یا عبد القادر"

کا نعرہ لگا رہے تھے، لہٰذا ان بزرگ نے فرمایا: اللہ کے بندے! تم دربار الٰہی میں غیر اللہ کو پکارتے ہو، یہ سراسر شرک ہے۔

آخری بات

خلاصہ یہ کہ حج کو ان تمام باتوں سے بالکل پاک رکھنا چاہیے اور حج کے دوران کہیں بھی غیر کا شائبہ نہیں آنا چاہیے، اسی لیے جب پہلے زمانہ میں لوگ حج کو جاتے تھے تو کسی سے نہیں بتاتے تھے، تاکہ کسی طرح کی ریاء کا شائبہ بھی نفس کے اندر داخل نہ ہو، لیکن آج کل نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ سب باتیں بالکل غیر اسلامی ہیں، جن سے اسلام سے کا

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی تعلق نہیں ہے، غرض کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ حج کے لیے ہر وقت تیار رہے اور اس کا شوق ہمیشہ بیدار رہے، اور یہ آرزو رکھے کہ اللہ کے دربار میں حاضری نصیب ہو جائے، جس طرح زکاۃ نماز کا تتمہ ہے اسی طرح حج بھی روزہ کا تتمہ ہے، کہ روزہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ سے غیر معمولی والہانہ تعلق پیدا ہوتا ہے اور اسی تعلق کی سلگی ہوئی چنگاری کے نتیجہ میں انسان کی لگی ہوئی پیاس کو حج مکمل سیرابی دیتا ہے، لہٰذا جب انسان دربار الٰہی میں حاضری دے دیتا ہے تو اس کی محبت کی پیاس بجھ جاتی ہے اور اس کی بے چینی کی کیفیت بھی ختم ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو "حج مبرور" کی سعادت نصیب فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دعا

دعا عبادت کا اہم ترین جز ہے، اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ دعا عبادت ہے، اور بعض روایات میں دعا کو عبادت کا مغز بتایا گیا ہے، دراصل عبادت کے دو جز ہیں، یا یوں سمجھیں کہ اس کے دو پر ہیں جس سے عبادت اڑ جاتی ہے، ایک دعا ہے اور دوسرا دعوت، اور دعا و دعوت دونوں ہی ایک دوسرے سے منسلک ہیں، اور عربی کے اعتبار سے دونوں کا مادہ (اصل) بھی ایک ہے، گویا دعا کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو پکارنے کے لیے کہا جائے گا، اور دعوت میں اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے کے لیے کہا جائے گا، اور یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے عبادت اڑ جاتی ہے، اور انسان کے اندر ان کے ذریعہ سے غیر معمولی روح پیدا ہو جاتی ہے، انسان کی عبادت اس سے زندہ ہو جاتی ہے، لہٰذا اس طور پر دعا کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اور یوں بھی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں سے بہت خوش ہوتا ہے جو اس سے مانگتے رہتے ہیں، اور جو نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

مانگتے ہیں ان سے ناراض ہوتا ہے، دراصل یہی خالق اور مخلوق کا فرق ہے، کہ اگر مخلوق سے مانگا جائے گا تو وہ ناراض ہوگی، اور نہ مانگا جائے تو خوش ہوگی، اسی لیے کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص انسانوں کا محبوب بننا چاہتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ وہ انسانوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے اپنے آپ کو بے نیاز کرالے، تو انسانوں کا محبوب بن جائے گا۔

لیکن خالق کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ اگر اس سے کوئی نہ مانگے تو وہ ناراض ہوتا ہے، اور اگر کوئی مانگے تو بہت خوش ہوتا ہے، اس لیے اس سے مانگنا ضروری ہے، جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مخلوق محدود ہے، اور خالق غیر محدود ہے، یعنی مخلوق کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ لمیٹڈ ہے، اسی لیے انسان سوچتا ہے کہ اگر میں نے اتنا دے دیا تو پھر اس کے بعد ختم ہو جائے گا، حالانکہ اگر کسی کے پاس کروڑوں روپے ہوں تب بھی وہ ختم ہو جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ وہاں ختم کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اللہ نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اور مانگنے سے خوش ہوتا ہے۔

دعا مانگنے پر اللہ تعالیٰ کا اس بندہ سے خوش ہونا اس لیے بھی ہوتا ہے کیونکہ اس کے اندر گویا کہ عبدیت کا اظہار ہوتا ہے، اور اللہ کو یہی سب سے زیادہ پسند ہے، اسی لیے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات بلند کا تذکرہ

www.abulhasanalinadwi.org

کیا گیا ہے، اور جہاں آپ کی عبدیت کا تذکرہ فرمایا گیا تو محبوبیت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے "عبد" کا لفظ استعمال فرمایا ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَیٰ بِعَبْدِہٖ﴾ (الاسراء: ۱)

(وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندے کو لے گیا)

معلوم ہوا یہاں اپنے بندے کو کہا گیا ہے، یہ نہیں کہا گیا کہ اپنے محبوب کو لے گیا، حالانکہ ہم لوگ اپنی عقل سے سوچتے تو یہی کہا جاتا کہ اپنے محبوب کو راتوں رات اپنے پاس بلایا، لیکن گویا کہ یہ بھی ایک اعجاز ہے تاکہ اس کے دیگر بندے اس بندہ کے متعلق غلط خیالی میں مبتلا نہ ہوں، عقیدۂ توحید نہ بگڑے، اور معراج میں آسمانوں کی سیر کرائے جانے سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ چونکہ آپ اوپر کی سیر کر رہے ہیں لہٰذا آپ لا محالہ کوئی دوسری مخلوق ہیں۔

حکمت الٰہی

دعا انسان کی عبدیت کی شان کو مزید چمکا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کو دعا کے نتیجہ میں بہت کچھ نوازتا ہے، البتہ یہ الگ بات ہے کہ دعا مانگنے پر فوراً مل جائے یا بعد میں ملے، کیونکہ اللہ کے سامنے گویا کہ ہر انسان بچہ ہے، یعنی بہت چھوٹا ہے، اور جب بچہ کوئی چیز مانگتا ہے تو وہ چیز چاہے کتنی اعلیٰ درجہ کی ہو یا کتنی کم درجہ کی ہو اس کو سوچ سمجھ کر ہی دیا جاتا ہے، تاکہ

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے کہیں نقصان نہ ہو جائے، مثلاً ٹافیاں ہیں جو بچوں کو خوش کرنے کے لیے دی جاتی ہیں، اور بچے مانگتے بھی ہیں، لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جو بچوں کو نہیں دی جاتیں، کیونکہ وہ نقصان دے سکتی ہیں، اس لیے دیکھ کر دیا جاتا ہے، چاہے بچہ کتنا ہی مانگے، لیکن دیا نہیں جاتا، اور اس میں نہ دینے کا منشاء یہ نہیں ہے کہ بڑا شخص اس سے ناراض ہے بلکہ وہ اس سے آگے کی مصلحت کو دیکھ کر اس کو نہیں دے رہا ہے، کہ کہیں اس کو نقصان نہ ہو جائے، اسی طرح جب انسان اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے، اور وہ جانتا ہے کہ کون سی چیز بہتر ہے، اور کون سی چیز بہتر نہیں ہے، اسی لیے اگر وہ چیز بہتر ہوتی ہے تو اسی وقت عطا کر دی جاتی ہے ورنہ اس وقت نہیں دی جاتی ہے، بلکہ اس کے بعد اس دعا کے بدلہ میں اس سے بہتر چیز دی جائے گی، اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ جو دعا دنیا میں بظاہر قبول نہیں ہوتی ہے اس کا بدلہ آخرت میں دیا جائے گا، اور اس وقت بندہ یہ سوچے گا کہ کاش کوئی دعا قبول ہی نہ ہوئی ہوتی، کیونکہ وہاں اس پر بہت زیادہ اجر مل رہا ہوگا، معلوم ہوا کہ دعا کرتے ہی رہنا چاہیے، کیونکہ دعا میں اظہار عبدیت ہے۔

اخلاص والی دعا

دعا کے اندر ایک بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ دل سے دعا

www.abulhasanalinadwi.org

کی جائے، کیونکہ دعا جس قدر اخلاص سے ہوگی اتنی ہی قبول ہوگی، اس لیے کہ دعا کے لیے اخلاص شرط ہے اور بددعا کے لیے اضطراب شرط ہے، جو جتنا مضطر ہوگا اتنی ہی تیز اس کی بددعا لگے گی اور جو جتنا اخلاص والا ہوگا ویسے ہی اس کی دعا بھی قبول ہوگی، اسی لیے جو دل اور اخلاص کے ساتھ دعا کرتے ہیں تو وہ دعا قبول ہوتی ہے، اگر کوئی شخص کسی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے کیونکہ جب کوئی کسی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرے گا تو اخلاص ہی ہوگا، اسی لیے اخلاص والے جہاں بھی دعا کرتے ہیں ان کی دعا قبول ہوتی ہے، کیونکہ ان کی نظر خدا پر ہوتی ہے، اسی لیے جب بھی کسی سے دعا کے لیے کہا جائے تو اس میں تواضع نہیں کرنا چاہیے، بلکہ زیادہ سے زیادہ دعا کرنا چاہیے، یہ سنت نبوی بھی ہے کہ ایک دوسرے سے دعا کے لیے کہا جائے، اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے لیے صحابہ سے دعا کرائی ہے، روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ عمرہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے، تو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: مجھے دعاؤں میں نہ بھولنا، جس پر حضرت عمر بہت خوش ہوئے، کہ ان سے اللہ کے رسول ﷺ دعا کے لیے فرمارہے ہیں۔

قبولیت دعا کے شرائط

قبولیت دعا کے کچھ شرائط ہیں، نمبر ایک اخلاص، جو کہ دعا کے لیے شرط

www.abulhasanalinadwi.org

ہے اسی طرح قبولیت دعا کے لیے لقمہ کا حلال ہونا بھی شرط ہے، حضرت سعدؓ کو آپ ﷺ نے قبولیت دعا کے لیے حلال لقمہ کی ترغیب دلائی تھی، لہٰذا جو لوگ اس بات کا اہتمام کرتے ہیں تو ان کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے، اور ان کو مستجاب الدعوات کہا جاتا ہے، اور ایسے لوگوں کو اللہ اپنا محبوب بنالیتا ہے، لیکن حرام مال کھانے سے ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ وہ ناپاک ہے، اور اللہ کے یہاں ناپاکی کا کوئی گزر نہیں، لہٰذا حلال کمائی کا معاملہ بہت اہم ہے اس لیے کہ جب منہ میں حلال لقمہ جائے گا تو وہ مستجاب الدعوات ہوگا، اس لیے کہ اس شخص نے پاک کمائی کا اہتمام کیا ہے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کے پہلے شیخ و مرشد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے یہاں حلال لقمہ کا اتنا اہتمام تھا کہ بڑی مشکل سے کہیں کچھ کھاتے تھے، حضرت مولانا نے ان کا عجیب واقعہ سنایا: مولانا احمد علی صاحبؒ کی سفارت خانہ میں سفیر کی طرف سے سعودیہ میں دعوت ہوئی، تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بے نیازی سے آکر دعوت میں بیٹھ گئے اور جب دسترخوان لگ گیا تو مولانا نے بے نیازی کے ساتھ جیب سے سوکھی روٹی نکالی اور گلاس میں ڈالی، اس میں پانی ڈالا اور اسی کو دسترخوان پر کھالیا، حالانکہ اس سفیر کے دسترخوان پر اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے موجود تھے، لیکن ان پر ایک نظر بھی نہ ڈالی، بلکہ اس شاہی دسترخوان پر بھی

www.abulhasanalinadwi.org

اسی سوکھی روٹی ہی کو ترجیح دی، تاکہ حرام کا شائبہ بھی اندر داخل نہ ہو سکے، اور چونکہ مولانا کا رعب اس قدر تھا اس لیے ان کے سامنے کسی شخص کے بولنے کی مجال بھی نہ تھی۔

حضرت مولاناؒ کی والدہ ماجدہ

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی والدہ ماجدہ کے دعاؤں کا حال بھی غیر معمولی ہے، آپ کا معمول تھا کہ ڈھائی بجے رات سے صبح تک نوافل و دعاؤں میں مشغول رہتی تھیں، ان کے دعا کا انداز بھی بہت نرالا تھا، دعا کے اندر ان پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کی دعا قبول ہوگئی، اس لیے انہوں نے کہا بھی ہے۔

جو مانگا ہے جو مانگیں گے خدا سے ہم وہی لیں گے
مچل جائیں گے روئیں گے کہیں گے ہم یہی لیں گے

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت مولانا کی والدہ کی دعاؤں کو پڑھ لے اور حضرت مولانا کی سیرت کا مطالعہ بھی کر لے تو اس کے سامنے ان کے والدہ کی تمام دعائیں قبول ہوتی نظر آجائیں گی۔

قبولیت دعا کے اوقات

دعا کی قبولیت کے اگر کچھ اوقات کو مدنظر رکھا جائے اس سے بھی

www.abulhasanalinadwi.org

بہت فائدہ ہوتا ہے، جیسے آدھی رات میں دعا کا مانگنا، کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ جب سب سو رہے ہوں اور اس وقت بندہ دعا مانگے تو اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے، گویا یہ ادا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند آتی ہے، کہ تمام مخلوق سو رہی ہے اور یہ بندہ چپکے سے میرے پاس آ گیا، اس لیے اس وقت کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے، اسی طرح ہر نماز کے بعد دعا جلدی قبول ہوتی ہے، لیکن یہ بھی دھیان رہے کہ مانگنے میں بھی انسان کو جلدی نہیں کرنی چاہیے، وہ اس طور پر کہ اگر قبولیت دعا کے آثار نظر نہ آئیں تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہ بیٹھے، کیونکہ یہ بھی دنیا کی ہی ایک شق ہے، اور ایسا سوچنا نیت کے خلاف ہے، کیونکہ انسان کا کام مانگنا ہے، قبول کرنا نہ کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں ان کی یہی ادائیں ہوتی ہیں، ہمارے اسلاف کا یہی کہنا ہے کہ انسان کا کام ہو یا نہ ہو، اس کو صرف مانگنا ہے، لڑنا نہیں ہے، لہٰذا کسی کے ذہن میں یہ نہیں آنا چاہیے کہ فوراً مل جائے گا۔

نقطہ نظر

ایک بزرگ کے متعلق قصہ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ حج کرتے ہوئے جب لبیک کہا کرتے تھے تو اوپر سے یہ آواز آتی تھی کہ میں نے قبول نہیں کیا، چنانچہ ایک بار ان کے ساتھ کوئی مرید تھے یا دوست تھے جب

www.abulhasanalinadwi.org

انہوں نے اس آواز کو سنا، تو انہوں نے کہا: جب حج قبول ہی نہیں ہوتا تو تم کیوں کرتے ہو؟ بزرگ نے جواب دیا: پھر کون سا ایسا در ہے، جہاں میں اپنا سر ٹیک سکوں؟ میرا کام تو اس کی عبادت کرنا ہے، البتہ قبول کرنا اس کا کام ہے، اور یہ اسی کے اختیار کی بات ہے وہ چاہے قبول کرے یا نہ کرے، لیکن ان بزرگ نے جیسے ہی یہ بات کہی تو اچانک ایک ندا آئی کہ تم نے جتنے حج کیے تھے وہ سب قبول ہو گئے، معلوم ہوا بعض دفعہ اللہ تعالیٰ بندہ کو کچھ نہ دے کر بھی آزماتا ہے، اور اس امتحان میں اگر کوئی کھرا اتر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مزید نوازتا ہے۔

قبولیت دعا کی مثال

قبولیت دعا کے اندر تاخیر ہونے کے سلسلہ میں حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ نے فرمایا: مانگنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک بڑھیا ایک بڑھیا، جو بالکل بڑھیا ہوتی ہے جب وہ کسی انسان کے پاس مانگنے آتی ہے تو اس کو جلدی دے کر روانہ کر دیا جاتا ہے، کیونکہ اس بڑھیا کے اندر بدبو آرہی ہوتی ہے، اس لیے فوراً پیسے دے کر اس کو بھگا دیا جاتا ہے، لیکن ایک مانگنے والی اگر بڑھیا ہو اور دیکھنے میں اچھی اور خوشبو والی ہو، تو آپ کو اس سے باتیں کرنے میں لطف آئے گا، اور اس کو جلدی سے کچھ نہیں دیں گے، بلکہ تھوڑا بہت بات چیت کرنے کے بعد دیں گے، اور خوب

www.abulhasanalinadwi.org

زیادہ دیں گے، معلوم ہوا بڑھیا کو زیادہ دیا لیکن دیر سے دیا، فرمایا: اسی طرح بعض دفعہ اللہ تعالیٰ دیر یوں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو شخص مانگ رہا ہوتا ہے وہ بڑھیا ہوتا ہے، اس لیے بعض دفعہ وہ رلا کر دیتا ہے۔

ادعیہ ماثورہ کا اہتمام

دعا میں انسان کو کبھی کوتاہی نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ دعا کے لیے اللہ تعالیٰ کے دروازے ہر گھڑی کھلے ہوئے ہیں، اور دعا ہر وقت قبول ہوتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے، لہٰذا دعا کرتے رہنا چاہیے اس میں کوتاہی کرنا نہیں چاہیے، حدیث میں آتا ہے کہ دعا ایسی چیز ہے جو تقدیر کو پلٹ سکتی ہے، جس سے دعا کا مقام صاف طور پر معلوم ہوتا ہے، اور دعا کے اندر کیا اہم دعائیں ہو سکتی ہیں جن کو مانگنا ضروری ہے ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی حیات میں مانگ کر بھی دکھا دیا کہ کیا کیا مانگنا چاہیے، یہاں تک کہ یہ بھی فرما دیا کہ اگر اگر کسی کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے یا اس کو نمک کی بھی ضرورت ہو تب بھی انسان کو خدا ہی سے مانگنا چاہیے، یہی توحید بھی ہے، کہ ہمیشہ ہر کام میں انسان کی نظر اسی کی طرف جائے، البتہ دعاؤں میں جو دعائیں جامع ترین اور ادعیہ ماثورہ ہیں ان کا اہتمام کرنا چاہیے، اس لیے کہ اگر ہم قرآن مجید اور سرکار دو عالم محمد ﷺ کی زبان میں دعا مانگیں گے تو اس دعا

www.abulhasanalinadwi.org

کی تاثیر ہی مزید ہوگی، اور اگر ہم اپنے الفاظ میں دعا مانگیں گے تو اس کی کوئی خاص معنویت نہیں ہوسکتی، جس کو اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح ہم میں سے کوئی کسی وزیر کے پاس جائے اور اس سے جاکر پانچ روپئے مانگنے لگے تو اس کو لوگ کم ظرف سمجھیں گے، غور کا مقام ہے کہ جب دنیا میں یہ حال ہے تو اللہ رب العزت کا معیار تو اس سے کہیں زیادہ بلند ہوگا، اس لیے جامع ترین دعاؤں کا اہتمام بھی ضروری ہے، بالخصوص اللہ رب العزت کی رضا کے حصول کی دعا مانگنی چاہیے تاکہ کام بنتا چلا جائے، اس لیے کہ اصل رضائے الٰہی ہی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ معانی کو سمجھ کر دعا کرنے کا بھی خاص اہتمام رکھنا چاہیے، کیونکہ اس سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے، اور یوں بھی اللہ تعالیٰ کو غفلت والی دعائیں پسند نہیں ہیں، اس لیے سوچ سمجھ کر دعا کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق سے نوازے۔ آمین۔

www.abulhasanalinadwi.org